RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

رب یسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی

ستایش دنیایش مہر خدای راکہ کتاب فصاحت بیان و بلاغت نشان

ترزبان دی دانش خردپروران ادب آموز وجان دارو ئی خرد دانشوران ہنرتوز

یعنی



قرۃ العین

در

ترجمتین

CHECKED
CHECKED 1995
1987

برائے استفادہ طالبان امتحانات منشی ۔ منشی عالم ۔ منشی فاضل

اثر خامہ علامہ زماں حضرت مولٰنا الحاج المولوی رشید احمد صاحب
مولوی فاضل و منشی فاضل سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور پنجاب

حسب فرمائش
شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی
کشمیری بازار لاہور

مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور بیرون ہری دروازہ [illegible]
[illegible] ۵۰۰

قیمت ۱۲ ؍

۲۱

[illegible]

ہے اور چو
اور لذت ک
ہاتھوں سے
جوشن ر
سے تا
کو اس
بہ ہزار
کتاب
طور و
جواب
پر قدر
سیک
بھی ا
اور ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد کرتا ہوں میں مسجود ہو کر اُس پاک ذات قدیم صفات کی جو دانا بینا حاضر و ناظر ہے اور جو رحیم و کریم قوی و قادر ہے۔ وھو القاھر فوق عبادہ وھو اللطیف الخبیر۔ اور نعت کرتا ہوں تہ دل سے اس خیر الکائنات و افضل الموجودات کی جس نے ہدایت کے ہاتھوں سے گمراہوں بیراہوں کو جہالت و حماقت کے گڑھے سے باہر نکالا۔ اور کفر و ضلالت کے جوشزن دریا سے باطنی چشم کے اندھوں کو کمریں پکڑ کر سواحل نجات و خلاص پر ڈالا۔

میں اُس کے اور اُسکے آل و اصحاب کے قدموں پر سر و گردن جھکا کر اپنے گناہوں سے تائب ہوتا ہوں۔ فقط

سبب تالیف کتاب

جب کتاب در مکنون در جواب مضمون تیار ہو کر چھپ گئی۔ اور عوام و خواص کو اس سے بہت کچھ فائدہ پہنچا۔ اور امیدواران منشی فاضل و منشی عالم سے اس کو بہ ہزار قدردانی و مشکوری بر سر تسلیم و قبولیت رکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ ایسی کتاب بھی بنائی جائے جو فارسی سے اُردو اور اُردو سے فارسی میں ترجمہ کا طور و طریقہ سکھلائے۔ اور اس کی مشق و مہارت کا طرز و انداز بتلائے۔ کیونکہ ترجمہ جواب مضمون کے لئے بمنزلہ نردبان ہے۔ جب تک خود زبان پر دسترس اور تحریر پر قدرت نہ ہو اور ان مضامین اور اُن کا اچھے الفاظ میں ادا کرنا دشوار ہے۔ نیز ترجمہ کے سیکھنے کی ضرورت کسی خاص امتحان سے مخصوص نہیں۔ علاوہ کوئی ایسی کتاب بھی اب تک تیار نہیں ہوئی۔ جس میں ہر قسم کے ترجمے ایک جگہ فراہم ہوں۔ اور اس کو استاد اپنے پاس رکھ کر ترجمہ کی مشق کرائیں۔ اور بدون کلفت

ترجمہ کے لوازمات اور ضروریات بتلائے۔ اس لئے اس خاکسار بے مقدار نے قدرے ہمت باندھ کر کچھ کام کیا ہے۔ امید ہے کہ سخنور قدر فرمائیں اور کمی وبیشی سے چشم پوشی و درگزر۔

آغاز کتاب

(۱) فارسی سے اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اردو کا محاورہ نہ بگڑے اور نیز الفاظ فارسی میں سے حتی الامکان کوئی لفظ ترجمہ سے نہ رہ جائے۔ اردو کے الفاظ بھی سلیس ہوں۔

(۲) جس فارسی عبارت میں اضافات زیادہ ہوں اس کا ترجمہ اردو میں فارسی کے برعکس راس آئے گا۔ جیسے (عذوبت کلام شیریں وشش برحلاوت کوثر خلد بریں طعن می زد) یعنی اس کی شیریں جیسی کلام کا مٹھاس اعلیٰ جنت کے کوثر کے مٹھاس پر طعن کرتا تھا۔

جو کتب کورس امتحان میں درج ہیں۔ ان کے مضمون و مطلب سمجھنے میں خوب غور وفکر عمل میں لائے تاکہ ترجمہ کے وقت مضمون فہمیدہ کو اردو کے جس محاورہ میں چاہے لاسکے اور جیسے چاہے بیان کرسکے۔

(۴) کسی زبان کا کسی زبان میں پورا ترجمہ کرنا تو دشوار ہے۔ کیونکہ ہر زبان کے محاورات جداگانہ ہیں۔ اکثر ترجمہ میں دقت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لئے کم از کم کوشش کرے کہ متکلم مافی الضمیر سامع کی لیاقت کے مطابق دلنشین ہو جائے۔

(۵) نوعمر طلبہ کے لئے اگرچہ لفظی ترجمہ دل میں زیادہ تہ نشین ہوتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ وہ سبق خواندہ کا خود یا بذریعہ استاد با محاورہ ترجمہ بھی کر کے خلاصہ سمجھ یا لکھ لیا کریں۔

(۶) اردو سے فارسی میں ترجمہ کرنا چند امور پر موقوف ہے۔ جن کی اول تیاری لازم وضروری ہے۔

ا۔ فارسی الفاظ کا ذخیرہ۔ مستعمل الفاظ کی فہرست یاد کرے جو کارآمد الفاظ ومحاورات کتب اساتذہ میں پڑھے۔ ان کو لکھنا چاہیئے۔ یا ان کے نیچے نشان لگانا چاہیئے تاکہ وقت پر مستحضر رہیں۔

(ب) اُردو کا فارسی میں لفظی ترجمہ کرنا کارآمد نہیں جب تک اُردو فقرہ کو پڑھ کر یہ نہ دیکھا جائے کہ فارسی زبان والوں نے اس فقرہ کے مضمون کو کن لفظوں میں ادا کیا ہے۔

(ج) صفوۃ المصادر اور اس کی گردان کا یاد کرنا اور قدرے ترکیب جاننا واجبی ہے۔ کہ بدوں اس کے ترجمہ کی چارپائے سَل نہیں سکتی۔

(د) اصطلاحی مصادر ودیگر اصطلاحات عبارت فارسی کو رنگین و دلچسپ بنا دیتی ہیں۔ جیسے رد ساختن۔ شرمندہ شدن۔ در پوست کسے افتادن۔ غیبت کردن۔ سر بر خط فرمان۔ اطاعت۔ انگشت بدندان۔ حیرت زدگی۔ لاف زنی۔ دعوے بیہودہ۔

(س) حتی الامکان عربی الفاظ کے استعمال سے گریز چاہیئے۔ کیونکہ عربی الفاظ کے استعمال پر بغیر عربی صیغوں کی واقفیت اور ان کے قدرے استعمال کی علم بغیر دسترس نہایت مشکل ہے۔ جیسے کوئی بولے۔ من بسیار متشکر شدم۔ اگرچہ صیغہ درست ہے۔ مگر استعمال صحیح نہیں۔ یا کوئی کہے ذات خدا از ہمہ عیوب تنزیہ ست۔ کہ استعمال تو درست ہے۔ مگر صیغہ غلط ہے منزہ چاہیئے۔

مشق اوّل

از رقعات بہار عجم:- سپیدہ دم از بستر خواب برخاستہ

در پیشگاہ سحر امیدم شادی پیکے دیدم کہ پر بہواست۔ کور رفتے سپردم فرود آمد بر دستم نشست پایہ چو آئینہ آمین از پشت خانہ ساختم آسودہ بر زدودہ دانستم کہ مژدہ جان افزا رسیدنی ست و نگار بر روئے کار آمدنی۔ کہ یکایک پیکے باد رفتار ہمایوں پا نمایاں شد از دیار دوست دانستم کہ از ہر گامش بزم بزم شادی می جوشد پیشوائیش می خواستم کہ پیش آمد و نامہ رساند از درخشیدن مہر سپہر بخت بلندی نوشتہ بود خواندم و از شادی چناں بر خویش بالیدم کہ در پیرہن نگنجیدم چشم چراغے از ایشاں آرزو بود سپاس ایزد کہ روشنی بچشم خود دیدم پروردگار ہمگین دوستان و وابستگان خجستہ و ہمایوں گردانیدہ ببالیدگی زیست ہزار سالگی رساناد۔

ترجمہ سلیس:- نور کے تڑکے میں خواب گاہ سے اٹھ کر گھر کے سامنے ٹہل رہا تھا کہ ایک مبارک پرند بلندی پر اڑتا ہوا مجھے نظر آیا۔ میں تسلیم بجا لایا۔ پرند اُتر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ ایک پہر آئینہ کی طرح جس کا گھر پشت پر ہوتا ہے۔ میں حیران رہا۔ پرند اڑا۔ فوراً میں نے سمجھا کہ جانفزا خوش خبری آنے کو ہے۔ اور معشوق جلوہ گر ہونے کو۔ اچانک مبارک قدم تیز رفتار قاصد ظاہر ہوا۔ میں نے سمجھا کہ دیار وامصالہ دوست سے آیا ہے جس کے ہر قدم سے خوشی و خرمی جوش زن ہے۔ استقبال کرنے کو تھا۔ کہ آیا اور خط پہنچایا۔ لکھا تھا کہ بلند بختی کے آسمان کا آفتاب چمکا۔ میرا رنگ خوشی سے دمکا کہ میں پھولا نہ سمایا۔ نورچشم کی آن محبوب سے تمنا تھی۔ خدا تعالے کا شکر کہ میں نے بچشم خود روشنی دیکھی۔ پروردگار تمام احباب و متعلقین کو مبارک و ہمیون کرکے ہزار سالہ زندگی کی افزائش کو پہنچائے۔

مشق دوم (از بوستان)

۱۔ یکے را چو من دل بدست کسے — گرو بود می برد خواری بسے

۲۔ پس از ہوشمندی و فرزانگی — بدف برزدندش بہ دیوانگی

٣	قفا خوردے از دست یارانِ خویش	چو بسمار پیشانی آوردہ پیش
٤	خیالش چناں بر سر آشوب کرد	کہ بام دماغش لگدکوب کرد
٥	ز دشمن جفا بردے از بہر دوست	کہ تریاق اکبر بود زہر دوست
٦	نبودش ز تشنیعِ یاراں خبر	کہ غرقہ ندارد ز باراں خبر
٧	کرا پائے خاطر برآید بسنگ	نیندیشد از شیشۂ نام و ننگ
٨	شبے دیو خود را پری چہرہ ساخت	در آغوش آں مرد برنے بتاخت
٩	سحرگہ مجالِ نمازش نبود	ز یاراں کس آگہ ز رازش نبود
١٠	بآبے فرو رفت نزدیک بام	بروبستہ سرمائے از رخام
١١	نصیحت گرے لومش آغاز کرد	کہ خود را بکشتی دریں آب سرد
١٢	ز برنائے منصف برآمد خروش	کہ زنہار ازیں حرف منکر خموش
١٣	مرا پنج روز ایں پسر دلفریفت	ز مہرش چنانم کہ نتواں شکیفت
١٤	نپرسند بارے بخلق خوشم	نگر تا چہ بارش بجاں می کشم
١٥	پس آنرا کہ شخصم ز خاک آفرید	بقدرت در و جانِ پاک آفرید
١٦	عجب داری از بار امرش برم	کہ دائم باحساں و فضلش درم

ترجمہ بامحاورہ مطلب خیز

١- ایک کا دل بری طرح کسی کے قبضے میں پھنسا تھا۔ اور وہ بہت ذلت اٹھاتا تھا

٢- لوگوں نے بعد عقلمندی اور دانائی کے (کہ وہ پہلے تھا) اس کو دیوانگی کا نشانہ بنایا تھا۔

٣- اپنے یاروں سے تھپڑ چپیٹے کھاتا تھا۔ میخ کی طرح ضرب کھانے کو سر جھکائے رکھتا

٤- اس کے خیال پراگندہ نے اس کا سر ایسا پریشان کیا گویا اس کے دماغ کا کوٹھا روند ڈالا۔

۵۔ دوست کی خاطر ظلم و ستم سہتا۔ کیونکہ دوست کا زہر تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

۶۔ اس کو احباب کی لعن وطعن کی کچھ خبر نہ تھی۔ بھلا غریق آب کو بارش کا کیا علم۔

۷۔ ایک رات شیطان نے پری چہرہ بن مرد کی بغل میں لیٹ اسکو محتلم کر دیا۔

۸۔ صبح کو نماز نہ پڑھ سکا۔ اس کے دوستوں کو اس کا علم نہ ہوا۔

۹۔ پانی میں غوطہ مارا قریب صبح کے۔ موسم سرما نے مرمر جیسے برف سے در بند کیا تھا۔ یعنی پانی پر برف جمی ہوئی تھی۔

۱۰۔ ایک خیرخواہ نے اس کو ملامت کی۔ کہ سرد پانی میں تو نے نفس کشی کی۔

۱۱۔ منصف جوان نو دوست سے بولا۔ کہ ہرگز ایسا بدلفظ نہ بول اور چپ رہ۔

۱۲۔ مجھے چند روز سے اس لڑکے کا عشق ہوا۔ اس کی محبت میں میرا وہ حال ہوا۔ کہ صبر نہ رہا

۱۳۔ دیکھ میں کیسے اس کا ناز و انداز اٹھاتا ہوں اور اس نے ایک دفعہ بھی خوش خلقی سے میری بات نہ پوچھی۔

۱۴۔ پس اس پاک ذات کے بارے میں جس نے میرا وجود خاک سے پیدا کیا۔

۱۵۔ اور قدرت سے اس میں روح پھونکی۔

۱۶۔ اور ہمیشہ اس کے فضل وکرم میں ہوں۔ تو تعجب کرتا ہے۔ اگر اس کا حکم بجا لاؤں اور تکلیف اٹھاؤں۔

مشق سوم

از رقعات عالمگیری:۔ فرزند عالیجاہ فاضل خان پیر ہادی شما در گزشتہ دل بدرد آمد پیر راز دار سر براہ کار خوش اعمال بود عملہ تحاویل را بر حساب میداشت وخانہ این بے سروسامان از بیسامانی خود روشن می ساخت در خوش سیرتی وزیرخان حاجی محمد شبیہ نباید کرد وسید محمد خان و میر نیاز ہم اگرچہ بد نیستند

اما متصدی سخت گیرند چو منتسبان شما اکثر ملازم ما میشوند حالا قابل خان را می خواہم از شما بگیرم شما برائے ایں کار محمد محسن را نگاہدارید اینجا قحط الرجال ست تا آمدن او عنایت اللہ خان سرانجام خواہد کرد۔ گو مشاغل بسیار دارد حق حافظہ مریم بیشتر ست۔ پسرش ہم از شخصیت بیگانہ نیست اما طرف خویشاوندان سخت می گردد مکرر بر مزد تصریح نصائح میکنم کہ رگھناتھ و سعد اللہ خان خدمات مالی بہ برادران خود نمی داد و گفت کہ خانہ برانداز متصدیان ہمیں بلا داند خدا تعالیٰ رفیق بد ما را ہدایت کند یا گردن شکند۔

ترجمہ نفیس :۔ فرزند عالیجاہ فاضل خان تمہارا رہنما پیر مرشد انتقال کر گیا۔ دل کو درد پہنچا۔ راز دار پیر منتظم کار نیک اعمال تھا۔ تحویلداروں کو حساب کتاب میں لگائے رکھتا اور اس بے سر و سامان کا گھر اپنی سامانداری سے روشن و منور کرتا تھا۔ وزیر خان پسر حاجی محمد کی نیک طینتی میں شبہ نہ کرنا چاہیئے۔ محمد خان و میر نیاز اگرچہ بُرے نہیں مگر سخت گیر منشی ہیں۔ تمہارے رشتہ داروں کی طرح اکثر ہماری ملازمت کرتے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ قابل خاں کو تم سے لے لوں۔ تم اس کام کے لئے محمد محسن کو رہنے دینا۔ اس کے آنے تک عنایت اللہ خاں سامان کرے گا۔ اگرچہ اسکو مشغلے زیادہ ہیں بسماۃ حافظہ مریم کا حق زیادہ ہے۔ اس کا فرزند بھی جیدگی سے بے بہرہ نہیں۔ مگر وہ اپنے خویشوں کی طرفداری بہت کرتا ہے۔ اشارۃً و صراحتہً میں نصیحت کرتا ہوں کہ رگھناتھ اور سعد اللہ خاں مالی خدمات اپنے بھائیوں کو نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گھر تباہ کرنے والے انہی شہروں کے منشی و متصدی ہیں۔ خدا تعالےٰ بُرے ساتھی کو ہدایت کرے۔ یا اس کی گردن توڑے۔

مشق چہارم (۲ از دیگر کتاب)

یکے از علامات تواضع میل کردن ست بصحبت صلحائے و علمار دین و درویشان صاحب یقین نہ جماعتے کہ خود را بصورت علمار ربانی و مشائخ حقانی بخلق نمایند و بطمع

حطام فانی سخنان حق را بزیور خوشامد بیارا نید بلکہ بصحبت کسے باید رفت کہ کارہ صحبت مردم باشند و بکسے اعتقاد باید کرد کہ نخواہد کہ کسے او را اعتقاد کند۔ آوردہ اند کہ چوں عبد اللہ طاہر بحکومت خراسان آمدہ در نیشاپور نزول فرمود اعیان و اشراف لبسلام وے آمدند بعد از یک ہفتہ پرسید کہ ہیچ کس ماندہ ست دریں شہر کہ لبسلام نیامدہ باشد۔ و مارا نہ پرسیدہ گفتند ہر کہ دریں شہر اسمے و رسمے داشتند شمارا پرسیدہ الا دو درویش کہ ہر یک از ایشاں در گوشہ نشستہ اند و دیدہ از مشاہدہ ایں و آں بر بستہ و از غوغائے خلق باز رستہ اند و بذکر حق پیوستہ

مثنوی

معتکفانِ حرم کبریا — شستہ ز دل صورت کبر و ریا
دیدہ نہ و کون و مکاں در نظر — بال نہ و ہر دو جہاں زیر پر
ملک نہ و نوبت شاہی زدہ — تخت ز ایوان الٰہی زدہ

نوٹ:۔ الفاظی تشریح اگر منظور ہو تو اول تشریح اور پھر ترجمہ کیا جائے۔ مگر اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ جب ممتحن تشریح پوچھے جبھی لکھنی چاہیئے۔ اور بدوں سوال عبث بلکہ فضول گوئی ہے۔

عبارت بالا کی تشریح

تواضع بروزن توافق وضع سے مشتق ہے۔ یعنے گردن نہادن۔ صلحا جمع صالح بمعنے نیک مرد۔ مشائخ جمع شیخ خلاف قیاس پیر عارف سے مراد ہے۔ حطام بمعنی مال دنیوی۔ کارہ اسم فاعل ہے مصدر کراہتہ ہے۔ اعیان جمع عین از عین القوم۔ یعنی سردار قوم۔ غوغائے خلق سے مراد دنیوی تعلقات ہیں۔ تواضع کی ایک علامت نیکوں اور علما دین اور درجہ یقین کے درویشوں کی صحبت و ملاقات ہے نہ ایسے گروہ کی صحبت جو ربانی عالم اور حقانی عارف بن کر دنیا کی

مال کی طمع پر اپنے کلام کو زیور خوشامد سے سجاتے ہیں۔ بلکہ ایسے انسان کی صحبت اختیار کرے کہ جو لوگوں کی ملاقات سے متنفر ہو اور ایسے کا معتقد ہو جو کسی کے معتقد ہونے کو پسند نہ کرے۔

روایت ہے کہ جب عبد اللہ طاہر خراسان کی حکومت پر مقرر ہو کر نیشاپور میں نازل ہوا۔ تو روسا و شرفاء اس کی سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد عبد اللہ نے پوچھا کہ کوئی اس شہر میں باقی رہا جو ہمارے سلام کو نہ آیا۔ اور ہم کو نہ پوچھا لوگوں نے کہا جو نام و نشان دار اس شہر میں تھا۔ اس نے جناب کو پوچھا۔ بجز دو درویشوں کے جو گوشہ نشین ہو کر باوشاہ اور اس اور اُس کی ملاقات اور خلقت کے مخمصوں سے آزاد ہوئے اور ذکر و یاد حق میں مصروف ہیں۔

خانۂ خدا میں جم کر بیٹھنے والے۔ بڑائی اور ریاکاری کا نقش دل سے دھوئے ہوئے آنکھ جھکائے ہوئے اور دنیا و مافیہا ان کی نظر میں ہے۔ عاجزی کے بازو پست مگر دونوں جہان ان کے زیر تصرف۔ ملک باطنی اور نوبت شاہی ان کو حاصل۔ درگاہ حق میں ان کا تخت حکومت ہے۔

مشق پنجم

از سفر نامہ شاہ ایران و تاریخ ملکم۔ کاشہائے بسیار اعلی۔ و طرفین کا سلسلہ یک پارچہ از بلور بود۔ پائے پلہ قصر پیادہ شدیم۔ بادشاہ اولاد و خدام شاں را معرفی کردند۔ خلاصہ خیابان عریضے جلو قصر ست۔ طرفین آں دو ردیف درخت جنگلی قوی سبز بسیار بلند ست زمین ہمہ چمن ست و گل و سبزہ۔ آمدیم پائیں طرفین خیابان درختہائے انبوہ بلند ہمہ گلہائے بزرگ آبی رنگ و قرمز وغیرہ دادہ بود رسیدیم محاذی عمارت مشہور بہ بیگلر بیگی دست راست طرف اناطولی لب بغاز واقع ست۔ چوں جریان آب لب بغاز از بحر قراونگیز بہ بحر مامورہ ست

وبسیار تند مثل رودخانہ در بعضے مواقع جریان دارد از انجملہ در محاذی ہمیں عمارت کہ منتہائے جریان دارد کشتی ما نتوانست مقابل عمارت لنگر بیندازد۔

دست چپ زمینش کوہ تر و محال خررود قزوین ست آخر خاک قزوین فارسی چین اول خاک خمسہ فردہ۔ ایں دھات از رود ابہر مشروب می شود۔ بعد از گذشتن از پل بفاصلہ دو میدان اسب تپہا و ماہورہا بزرگ پیدا شدہ حائل گردید مابین کوہائے دست چپ دامن تپہا کہ معبر بود۔ تا قریب بشہر زنجان نزدیک شہر دو ماہور کم کم مفقود و منتہی بصحرا گردید روبروے حوضخانہ اطاق آئینہ کاری مقرنس بسیار بسیار خوبے ساختہ اند۔

ھدایت:۔ پہلے خود بامحاورہ ترجمہ پر زور ڈالا جائے۔ پھر غلطی اپنی ترجمہ سے صحیح کی جائے۔ تاکہ درست ترجمہ کی مشق ہو۔ اور استاد سے سبق ایسا سمجھ کر پڑھو کہ تم کو سہولیت سے ترجمہ پر قدرت ہو۔

تشریح۔ کالسکہ۔ گاڑی۔ پلہ۔ نردبان۔ جلو بمعنے سامنے۔ دو ردیف پس وپیش۔ خیابان۔ چمن مگر یہاں سڑک کے معنے ہیں۔ قرمزی۔ سرخ رنگ۔ بیگ بمعنے امیر لر علامت جمع ہے۔ اس لئے اس کے معنے امیر الامراء کے ہوئے۔ آئینہ کاری جس میں آئینے جڑے ہوں۔ اطاق۔ کمرہ۔ مقرنس عمارت گنبد دار۔

ترجمہ:۔ گاڑیاں بہت نفیس۔ گاڑی کے دونوں طرف بلوری شیشے ایک ٹکڑا یا دو جڑے تھے۔ محل کی سیڑھیوں کے نیچے ہم پیادہ ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی اولاد و ملازمین کو ہم سے ملایا۔ خلاصہ کلام ایک چوڑی سڑک محل کے سامنے ہے۔ اس کے دونوں طرف آگے پیچھے پرانے مضبوط سبز اونچے درخت ہیں (اگر دیکھو) ساری زمین چمن و گلزار ہے۔ ہم نیچے اترے۔ سڑک کے دونوں طرف بہت اونچے درخت اور تمام بڑے نفیس نیلگون و سرخ پھول لگائے ہوئے تھے۔ ہم پہنچے سامنے

STATE CENTRAL LIBRARY HYDERABAD DN
قرۃ العین از رشید احمد
43610

کی عمارت ہیں جو عمارت بیگلار بیگی کے نام سے مشہور ہے۔ مقام اناطولی کے دائیں طرف آبنا کے کنارے پر واقع ہے جبکہ آبنا کا پانی بحر قرا ونگیز سے بحر مارمورہ کی طرف بہت زور سے جاتا ہے۔ بعض موقعوں پر دریا کی طرح تیز چلتا ہے۔ جیسے اس عمارت کے آگے کہ دھار کا تیز جاتا ہے۔ اس لئے ہماری کشتی عمارت کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

بائیں ہاتھ کی زمین تمام پہاڑی ہے۔ اور بڑی رود قزوین کی جاگیر ہے۔ زمین قزوین کے اختتام پر موضع فارسی چین اور زمین خمسہ کے آغاز پر موضع فردہ ہے۔ یہ گاؤں ابہر رود سے سیراب ہوتے ہیں۔

پل سے گزر کر گھوڑے کی دو دوڑ کے فاصلہ پر تودے اور ٹیلے شروع اور وہ حائل ہو گئے بائیں ہاتھ کے پہاڑوں اور ان ٹیلوں کے درمیان جو ہمارا گزرگاہ ہے۔ زنجان شہر کے قریب ٹیلے اور درے کم کم اور گم ہو کر صاف جنگل پر ختم ہوئے۔ جو صنخانہ کے اوپر شیشوں دار گنبد دار کمرہ خوب بنایا ہے۔

مشق ششم (از دیگر کتاب)

دیگر تعمیر مشاہد مبارکہ و ترویج مزارات متبرکہ سبب آں می شود کہ ارواح مقدسہ آسودگان آں مزارات ممد روزگار سعادت آثار عامر و مروج گردند و از جملہ خیرات کلیہ آں ست کہ موقوفات بقاع خیر و ابواب البرکۃ را از دست متاکلہ و متغلبان انتزاع نمودہ بمردم آئین و متدین سپارند و محصول آں را بہ ارباب وظایف و اصحاب استحقاق چنانچہ شرط واقف باشد رسانند و بر اعمال وقف عمال پاکیزہ و با دیانت و نیکو معاش تعیین نمایند و بر آں نیز اعتماد نہ نمودہ بہر چند وقت بہ تفحص امور مباشرت مہمات آں اوقاف مشغولی کنند۔

تشریح الفاظ:۔ مشاہد جمع مشہد بمعنے مقبرہ۔ کیونکہ قبر پر حاضر ہو کر

فاتحہ پڑھتے ہیں۔ ترویج مصدر رواج دینا۔ موقوفات ۔ وقف کی ہوئی اشیا بقاع جمع بقعہ مقام۔ مستاکلہ ظلم سے کھانے والے۔ متغلبان ۔تغلب بے جا غلبہ کرنا۔ یعنی ناحق غلبہ کرنے والے۔ اعمال جمع عمل۔ مقام یا جاگیر۔ عمال جمع عامل بمعنے حاکم۔

ترجمہ :۔ دوسرے مبارک مقبروں کا بنانا اور متبرک زیارت گاہوں کا رواج دینا اس امر کا باعث ہوتا ہے کہ ان مزارات کے آرامیدگان کی پاک روحیں رواج دلا دینے والوں کے سعادت آثار زمانہ کی مددگار و معاون ہوں۔ اور عام نیکیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خیر و برکت والے مقامات کے اوقاف کو حرام خوروں اور ناجائز متصرفوں کے قبضہ سے چھین کر امانت و دیانت داروں کے سپرد کریں۔ اور ان کی آمدنی وظیفہ خواروں اور حقداروں کو حسب خواہش وقف کنندہ کے پہنچائیں اور جائداد موقوفہ پر بے داغ بادیانت و نیک معاش حاکم مقرر کریں۔ اور ان پر بھی بھروسہ نہ کرکے گاہے بگاہے تفتیش امور کے لئے موقوفات کے حصوں کو خود لیں۔ اور ان میں مشغول و مصروف ہوں۔ فقط

مشق ہفتم (از مطلع الانوار امیر خسرو)

زاں ہمہ کآداب نیکوکاریست	پایۂ اول ادب یاری ست
زانکہ در آفاق ز برنا و پیر	ہیچ کس از یار ندارد گزیر
چوں نتواں دامن یارے گذاشت	باید اندیشہ بصحبت گماشت
دوستی باید زانگونہ چیست	کاں ابدالدہر بماند درست
ہمدمی کش نہ در از دست امید	ہمچو خضابست بموئے سفید
گو نہ خود رنگ نگردد ز تاب	زود رود رنگ تکلف ز آب

دیدہ چو گردد ز سفیدی چو شیر — کے شود از سرمہ سیاہی پذیر
خانہ کہ اساسش بود از خشت خام — پست شود از دو سہ باران تمام
ہر کہ حق صحبت یاران شناخت — عمر ہمہ اندر رہ ایشان بباخت
دوست مگو آنکہ زود پستی — باز نداند ادب دوستی
دوست بگو دشمن کم عز را — دزد و شمر مخلص بے مغز را

ترجمہ۔ منجملہ ان کے جو نکوکاری کے اداب ہیں۔ پہلا درجہ دوستی دیاری کا ادب ہے

۲۔ کیونکہ زمانے میں جوان ہو خواہ بوڑھا کسی کو دوست بدون چارہ نہیں

۳۔ جب کہ دوست کا دامن چھوڑا نہیں جاسکتا تو ضرور ملاقات میں غور وفکر لگانا چاہیئے۔

۴۔ دوستی ایسی مضبوط و محکم چاہیئے کہ ہمیشہ عمر بھر درست و محکم رہے۔

۵۔ وہ ہمدمی و ہمدردی جس کی دیر پائی کی امید نہیں ایسی ہے جیسے سفید بالوں پر رنگ خضاب۔

۶۔ خود رنگ رنگ دھوپ سے نہیں اڑتا۔ بناوٹی رنگ پانی سے جلد دھل جاتا ہے۔

۷۔ آنکھ میں جو دودھ سی سفیدی پھیل جائے۔ وہاں سرمہ کی سیاہی کیا کام کرے۔

۸۔ جس گھر کی بنیاد کچی اینٹوں کی ہو۔ دو تین بارشوں میں پست و مسمار ہو جائے۔

۹۔ جس نے دوستوں کی ملاقات کا حق سمجھا اس نے اپنی زندگی راہ دوستی میں صرف کی۔

۱۰۔ اس کو دوست نہ کہہ جو دو رنگی و ریاکاری سے دوستی کا حق ادا و سب جلنے۔
۱۱۔ اگر دشمن میں لغزش نہ ہو اُسے دوست کہہ۔ بے مغز و بد باطن محب کو چور سمجھ۔

مشق ہشتم (از مخزن اسرار نظامی)

یک نفس اے خواجہ دامن کشاں آستینے بر ہمہ عالم فشاں
رنج مشو راحت رنجور باش ساعتے از محتشمی دور باش
حکم چو بر عاقبت اندیشی ست محتشمی بندۂ درویشی ست
ملک سلیمان مطلب کاں ہبا ست ملک ہماں ست سلیماں کجا ست
حجلہ ہماں ست کہ عذراش بست بزم ہماں ست کہ وامق نشست
حجلۂ بزم اینک تنہا شدہ وامقش افتادہ و عذرا شدہ
سال جہاں گرچہ بسے در نوشت از سر مویش سر موئے نگشت
ما کہ جوانی بجہاں دادہ ایم پیر چرا ایم کز و زادہ ایم
خاک ہماں خصم قوی گردن ست چرخ ہماں ظالم گردن زن ست
سام کہ سیمرغ پسر گیر داشت بود جواں گرچہ پسر پیر داشت
صحبت گیتی کہ تمنا کند با کہ وفا کرد کہ با ما کند
خاک شد آنکس کہ دریں خاک زیست خاک چہ داند کہ دریں خاک چیست
ہر ورقے چہرۂ آزادہ ایست ہر قدمے فرق ملک زادہ ایست

ترجمہ و تقریر خلاصہ مطلب (ھدایت) امیدوار کو لازم ہے کہ تشریح و مطلب جو کچھ لکھنا ہو وہ شعر کے یا نثر کے ساتھ ساتھ یا قدرے بریکٹ میں لکھنا چاہیئے اور خلاف عقل ہے کہ ترجمہ کہیں اور مطلب و تشریح کہیں۔

۱۔ دامن کشیدہ رفتن ناز و ادا سے چلنا۔ آستین برفشاندن منع کرنا دور کرنا۔ ایک دم کو اے ناز سے چلنے والے۔ آستین جہاں پر ہلا۔ یعنی دنیاوی تعلقات

سے باہر آ اور دنیا کو چھوڑ۔

۲۔ سیخ ورحمت نہ ہو بیمار کی راحت وآرام بن ایک دم کو شان وشوکت سے دور ہو۔ یعنے ایسا ہو کہ کسی کو تجھ سے دکھ نہ پہنچے۔ ایسا ہو کہ بیمار کو تجھ سے راحت وآرام ملے۔ تھوڑی دیر کو بڑائی چھوڑ اور اس سے دور رہ۔

۳۔ جب عاقبت اندیشی پر حکم ہے۔ تو حشمت وشوکت درویشی کی غلام ہے یعنی جب ارباب شہود کے نزدیک مصرعہ۔ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔ تو پھر درویشی اختیار کر کہ درویشی کو حشمت پر شرف وغلبہ ہے۔

۴۔ ملک سلیمان کیا چاہتا ہے وہ تو غبار ہے۔ ارے جہاں سلیمان ہے۔ وہیں بادشاہی ہے یعنے جنت نہ مانگ جنت والے کو مانگ۔

۵۔ عذرا عرب میں ایک معشوقہ کا نام ہے جس پر وامق عاشق تھا۔

مزے کا پردہ وہی ہے جس کو عذرا نے باندھا۔ اور بزم عشرت وہی ہے جس میں وامق جانشین ہے۔ مدعا یہ ہے کہ دنیا تو فانی ہے۔ حقیقی معشوق کی طلب کر۔

۶۔ اب تو وہ پردہ اور مجلس خالی رہ گئی نہ مجلس کا وامق ہے نہ پردہ والی عذرا یعنی انقلاب زمانہ باعث فنائے امور دنیا ہے۔

۷۔ اگرچہ جہاں کی عمر دراز ہے۔ صدہا سال اس پر گزرے۔ مگر جہاں باقی ہے۔ اس میں ذرا فرق نہ آیا۔ مدعا یہ کہ جہاں ہے مگر جہاندار بدل گئے۔

۸۔ یہ عجیب لطف ہے کہ ہم نے جوانی جہان کی نذر کی۔ مگر ہم تو بوڑھے ہو گئے اور جہان جوان جوں کا توں ہے۔

۹۔ زمین ویسی ہی موٹی گردن والے دشمن کی طرح ہے۔ فلک وہی گردن زن ظالم وسفاک ہے

۱۰۔ خیر رفع تعجب یوں ہو سکتا ہے۔ سام جس کے فرزند ارجمند کا پروردہ سیمرغ تھا

بیٹا اس کا زال بوڑھا تھا۔ اور وہ خود جوان تھا۔ اس ہی قیاس پر جہان جوان اور ہم پیر

۱۱۔ دنیا کی صحبت کی کون آرزو کرے۔ اس نے کس کے ساتھ وفا داری کی ہے جو ہمارے ساتھ کرے گی۔

۱۲۔ جو اس خاک میں پیدا ہوا وہ خاک ہوا مگر خود خاک کو کیا علم کہ میرے اندر کیا ہے۔

۱۳۔ غور سے دیکھو تو ہر پتہ ایک دانا کا چہرہ ہے اور ہر ہر قدم پر ایک ملک زادہ پڑا سوتا ہے۔ کیونکہ آدم زاد کی مٹی درخت و سنگ میں شامل ہے۔

مشق نہم (از جہاں کشائے نادری)

دربیان وقائع ہیچ کشک مطابق ۱۱۵۲ ہجری

سلطان زرین افسر نیر اعظم روز جمعہ بیست و یکم ذی الحجہ ۱۱۵۲ھ مربع نشین تخت گاہ حمل گشتہ عندلیب باغی کہ از خدا باد چمن مانند مرغ آشیاں گم کردہ سرگردان کوے حرمان می بود بازبہ ہزار فواصیت کامرانی در اطراف باغ بلند آوازہ ساخت و فاختہ زار کہ در حسرت دار الملک گلشن کو کو زناں می گشت بطوق بندگی سرو گردن آزادگی بر افراخت رسول نسیم بہار با ہدیہ شمیم مشکبار از جانب داری فریدون فر فر دین بار وصول بپایہ تخت گلزار کشود و سلطان یاقوت افسر گل بر تخت زمرد فام گلبن تکیہ زدہ بزم خرمی و شگفتہ طبعی بروے جگر گوشگان گلشن آراست و تنگ دینار غنچہ قلعہ خود را بروے لشکر ربیع کشودہ۔ از خوردہ فشانی متقبل مال و خراج گردید و ساخت گلزار از رستن گلہاے عباسی بہ نذر عباسی شد و توران زمین چمن از ترکتازی جنود قواے نامیہ بتصرف قزلباش گل در آمد خوارزمیان دے کہ غارت گران صحن چمن و یغمائیان دار الملک گلشن بودند سر بپوستین کشیدند از بکان تنگ چشم شگوفہ و از نار

بچاکری کوشیدند گلسے نافرمانی فرمانبری اختیار کردند و اتراک صحرانشین ریاحین دستہ دستہ روے اطاعت بدربار سلطان بہار آوردند۔

ترجمہ جلیس۔ بندر کے سال کے واقعات مطابق ۱۱۵۲ھ کے بادشاہ زریں تاج آفتاب جمعہ کے روز یکم ذی الحجہ سنہ مذکور کو برج حمل کی تخت گاہ پر چوکڑی مار کر بیٹھا۔ باغی بلبل نے جو خدا آباد چمن سے گھونسلے گم کئے ہوئے پرندکی طرح کوچہ محرومی میں سرگردان و پریشان تھی پھر ہزار سامان کے ساتھ کامیابی کی آواز اطراف باغ میں بلند کی۔ بیچاری فاختہ نے جو گلشن کے دارالسلطنت کی حسرت میں چلاتی پھر رہی تھی۔ سرو کی بندگی کا ہار پہن آزادی کی گردن بلند کی۔ موسم بہار کی ہوائے صبح کے قاصد نے جو مشکبار خوشبو کا تحفہ رکھتا تھا۔ فریدوں جیسے دبدبہ والے فروردیں کی طرف سے وصول کا بوجھ گلزار کے پائے تخت میں جا کھولا۔ اور یاقوت جیسے تاج والے بادشاہ گل نے درخت گل کے زمرد رنگ تخت پر تکیہ لگا کر سیرابی و دلکشائی کی مجلس گلستان کے جگہ گوشوں پر آراستہ کی۔ غنچہ مالک زر و دینار نے اپنے بستہ قلعہ کو لشکر ربیع پر کھول دیا۔ اور زرفشانی سے مال و خراج کا قبول کرنے والا ہوا۔ میدان گلزار سیاہ پھولوں کے اُگنے پر بنی عباس کا نذرانہ ہوا اور چمن کی توران زمین قوائے نامیہ لشکروں کی جدوجہد سے گل قزلباش کے تصرف میں آئی۔ ماہ دے کے خوارزمیوں نے جو صحن چمن اور دارالسلطنت گلشن کے لوٹنے کھسوٹنے والے تھے۔ سر پوستین میں چھپا لیا۔ اور گل و غنچہ کے تنگ چشم ازبک کے چاکر بنے۔ تمام نافرمان پھول فرمانبردار ہو گئے۔ اور مختلف پھولوں کے صحرانشین ترک دستہ دستہ اطاعت کا چہرہ سلطان بہار کے دربار میں لائے۔

تشریح بعض الفاظ بالا۔ مربع نشستن چہار زانو نشستن چمن و گلزار کو خدا آباد کہنا نہایت مطابق واقع ہے۔ ہزار نوا لطف یہ ہے کہ بلبل کی آواز ہی اس کا سامان ہے۔ قزل بکسر تین بمعنے سرخ باش بمعنے سر چونکہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران نے اپنی فوج کو سرخ تاج پہنایا تھا۔ اس لئے ایران میں قزلباش لقب ہوگیا۔ ملک دینار ایک ولی اللہ کا نام ہے۔ اور غنچہ خاموشی کے لحاظ سے ایک دلی کے مشابہ ہے۔ عباسیوں کا لباس اکثر سیاہ ہوتا تھا۔ قوت نامیہ وہ قوت ہے جس کی وجہ سے نباتات نشو و نما پاتے ہیں۔

مشق دہم (از ابوالفضل)

از مطالعہ مفاوضہ انس آزردہ خاطر شد چہ از پیشانی الفاظ و حروف دل تنگی آں زمورد ان شورستان دنیا دریافت اللہ تعالےٰ غم و غصہ را پیرامون خاطر آں نکتہ سنج دوربین راہ ندہاد و نیز دانست کہ ہرزہ گوئی ہائے من دوستدار کہ فرط دوستی از نہان خانہ خموشی ببارگاہ گفت۔ آوردہ ست ملول دل بودہ اند چنانچہ بایما اکتفا نکردہ باسترعائے نوشتہائے مہربانانہ فرمودہ اند اے بزرگ زمانہ مہربانی نہ آنست کہ مثل زنان یا مانند شعرا یا طرز ندما یا روش دوردیان دنیا مکاتبات خود بمقدمات خوش آمد و مقالات ثنا آراستہ اسباب غفلت و ابواب مستی آمادہ سازد حاشا کہ خاطر نکتہ دان من کہ درگلشن فہمیدگی طراوت بخش رنگ افزائے بوئے آور آں مرز بوم ست از من خیرخواہ دوستدار چنیں طمع داشتہ باشد و آں خیال دیگر کہ بیگان کوتے نااہلیت روا ندارم بآں مقتدائے کارخانہ اہلیت چگونہ تجویز نمائیم کہ بر ضمیر مہر گزیں رسیدہ باشد کہ مقصود نویسندہ آزار رساندن خاطر ہمیشہ گلشن آں معدن نیکوئی باشد بلکہ مہربانی حقیقی آنست کہ برآمد کاروبار خود را منظور نداشتہ حرفے چند تلخ نما شیریں اثر در موقف ادا درآید مراین

کار دشوار پیش آمدہ است اگر کنج دوستی کہ در معمورہ دلست دبجہت بے گم کردن بخرابہ نشان دادہ اند از ہجوم عوام و ازدحام مہام غبار بے تمیزی نگذارد کہ بہ نظر متبصران روزگار در آید حرف محبت و یک جہتی کہ برزبان دادہ اند و گفتگوے صداقت کہ بعلم و نقارہ درمیان افتادہ ست آنرا چہ باید کرد محب جاہ نیستم و عاشق مال نے کہ بسپہ سالار جہاں روباہ بازی نمایم دروغگوی ہرزہ سرائی نیستم کہ بے تقریب چنیں بیہودہ گو باشم دیوانہ نیستم کہ بے قصد سخن ادا شود از شمائل معاملت و جلائل محبت کہ دریافت آں بخاطر فارغ ہوش آرای جا یافتہ ست برطرف شاید کہ تیرہ رایاں عیب بیں دریں کس بقدر راستی و مردانگی فہمیدہ باشد مراچہ پیش آمدہ باشد کہ نگہبانی حرف سرائی خود نکنم و آری کہ گفتہ ام پاس آں ندارم و از خیر خواہی آں منبع خیر خواہی و خوبی ہا باز آمدہ در مقام آزردگی شوم۔ حاشا ثم حاشا ؎

اگر بگویم زاں بلغزد پاے تو　　　　ورنگویم ہیچ ازاں اے واے تو

بامحاورہ ترجمہ مع اظہار مطلب و ہدایت) رقعات و مکتوبات میں عام قاعدہ ہے کہ کاتب و مکتوب الیہ دونوں صیغہ غائب کی تعبیر سے بیان کئے جاتے ہیں کاتب اپنے کو بندہ و خاکسار اور مکتوب الیہ کو آنجناب آں محب آنعزیز سے بیان کرتے ہیں محبت نامے کے مطالعہ سے دل آزردہ اور اداس ہوا (یعنی دل کاتب) ظاہر عبارت سے اس جہان کے پریشانگاہ کے رسوم داں کی تنگ دلی پائی (یعنی ظاہر عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ ناراض ہیں) اور مجھ دوستدار کی فضول گوئیوں سے جن کو میں خاموشی کے تہ خانہ سے بیان کی بارگاہ میں لایا رنجیدہ خاطر ہیں۔ چنانچہ اشارہ پر کفایت نہ کی بلکہ نرمی و مہربانی کے خطوط کی خواہش کی (یعنی چاہا کہ میں نرم خط لکھا کروں) اے بزرگ عالم مہربانی یہ نہیں کہ عہدہ داروں یا شاعروں یا مصاحبوں یا دنیا کے ریاکاروں کی طرح اپنے مکتوبات کو فقرات خوشامد و کلام شاد

صفت سے زیب دے کہ غفلت و مدہوشی کے اسباب و ابواب مہیا کرے (یعنی وہ شخص میں نہیں کہ خوشامد کے الفاظ لکھ کر آپ کو مست و غافل بناؤں) بعید ہے کہ میرے نکتہ داں (یعنی خاستحاں) کا دل جو فہم و ادراک کے گلزار میں اس سرزمین کا تازگی بخش رنگ افزائے خوشبودار پھول ہے (یعنی جو بڑا زیرک و فہیم و سخن فہم ہے) مجھ دوستدار سے ایسی امید و آرزو رکھے۔ اور وہ دوسرا خیال کہ آں محب کے دل پر گزرا ہو۔ کہ کاتب الحروف کا مقصود اس نیکوکاری کے معدن کے سرا بہار دل کو ستاتا ہو میں نا اہلیت و نالیاقت کے کوچہ کے کتوں کے لئے بھی روا نہیں رکھتا۔ بھلا اہلیت و مروت کے کارخانہ کے پیشوا کے لئے کیسے تجویز کروں۔ بلکہ مہربانی یہ ہے کہ اپنے کاروبار کی درستی مدنظر نہ رکھ کر چند حرف ظاہرہ تلخ شیریں اثر والے مورد بیان میں آئیں مجھے مشکل پیش آئی۔ اگر دوستی کا خزانہ جس سے دل آباد ہے۔ اور بے پتے ہونے کے خیال سے اس کو ویرانہ کہا ہے عوام کے کثرت اور ہمموں کے انبوہ سے جو بمنزلہ غبار بے تمیزی کے ہے میں سچا ہوں کہ وہ زمانہ کے داناؤں کی پیش نظر ہو تو ذکر محبت و اتفاق جو ہمارا اور تمہارا زبان زد خلائق ہے اور صداقت ہماری تمہاری جو علم و نقارہ کے ساتھ مشہور عام ہے اس کو کس طرح کرے رنہ میں محب جاہ نہ عاشق مال ہوں کہ سپہ سالار جہاں (خانخاناں) کے ساتھ مکاری کروں نہ جھوٹا فضول گو کہ بے ضرورت بکواس کروں نہ دیوانہ کہ بے اختیار کہتا چلا جاؤں۔ معاملات کی عادات محبت و ملاقات کے صفات سے کہ جن کا دریافت کرنا ہوش آرا بے غم خاطر کے حوالہ ہے۔ قطع نظر کر کے (میں کہتا ہوں) ممکن ہے کہ سیاہ رائے عیب بین اشخاص نے مجھ میں کسی قدر راستی و مردانگی دیکھی ہو تو پھر مجھے کیا ہوا کہ میں اپنے قول کی پابندی اور اپنے کہے کا لحاظ نہ رکھوں اور ان خوبیوں کے چشمہ کی خیرخواہی چھوڑ ان کی رنجیدگی کی تکلیف میں مبتلا ہو جاؤں۔

مواجہ اعاشقہ

اگر خوشامد کروں تو تم مست ہوجاؤ۔ اور جو نہ کروں تو تم ناراض ہو۔ پھر اس وقت تم کو سخت افسوس ہے۔

مشق یازدہم

از عرفی بطور شرح (ہدایت) یہ طریق نہایت معقول ہے کہ ہر شعر کی تشریح و ترجمہ و مطلب علیحدہ ہو۔

اے متاع درد در بازار جاں انداختہ　　گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ

متاع درد۔ درد محبت معشوق حقیقی۔ گوہر ہر سود۔ عشق معبود۔ جیب زیاں دل انسان۔ یا گوہر سے مراد۔ بقائے ابدی۔ وصول بحق جیب زیاں زحمت سلوک، مصائب عشق کقولہ تعالےٰ ان مع العسر یسراً

ترجمہ۔ اے وہ کہ جس نے درد محبت کا اسباب جانوں اور روحوں کے بازار میں رکھا اور اس نفیس بے بہا گوہر کو بہ نظر رحمت ہمارے گندہ دلوں میں ڈالا یا نعمت وصال کو محنتوں اور مشقتوں میں قائم کیا (مطلب) درد محبت حضرت انسان کو بخشا جس سے فرشتے بھی محروم ہیں اور راحت کو رنج و محنت میں رکھا۔

نور حیرت در شب اندیشہ اوصاف تو　　پس ہمایوں مرغ عقل آشیاں انداختہ

نور حیرت۔ جتنا خدا تعالےٰ کو پہچانا جائے اسی قدر حیرت زیادہ ہوتی ہے۔ رسول خدا صلعم فرماتے ہیں۔ اللھم زد لی فیک حیرۃً۔ یعنی اے خدا میری حیرت اپنی ذات پاک میں بڑھا۔ یعنے مجھے معرفت زیادہ عطا فرما۔ اس لئے حیرت کو نور باندھا۔ اندیشہ اوصاف چونکہ فکر اوصاف بڑی باریک اور عسیر الوصول شے ہے اس لئے اس کو شب سیاہ کہا۔ اور عقل بلند پرواز کے لئے آرام گاہ و آشیانہ ضروری چیز ہے پس ترجمہ یوں ہوا۔ حیرت معرفت کے نور نے فکر اوصاف خدا کی شب میں بہت سے عقلی پرندوں کو آشیانہ سے گرا دیا (مطلب) جوں جوں صفات الٰہی میں غور

کیا حیرت عقل ہی کی زیادہ ہوئی۔ اور وہ پست ہوگئی (ھدایت) جہاں تک ہو مختصر مطلب و تشریح لازمی شے ہے ممتحنوں کو بے مطلب طویل عبارت کے پڑھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

از کماں تا جستہ در چشم تحیر کردہ جا — معرفت کو تیر حکمی برنشاں انداختہ

معرفت سے مراد مرد سالک یا عارف۔ تیر حکمی وہ تیر ہے جو قضا نہ جائے

ترجمہ مرد سالک کی فراست شناسی کا تیر جس وقت سے کمان سعی سے نکلا چشم حیرت میں جا لگا۔ جب مرد سالک نے جد و جہد سے حکمی تیر نشانہ مقصود حقیقی پر ڈالا۔ یعنی جب ذات و صفات میں غور و فکر کیا حیرت چھا گئی اور کچھ دریافت نہ ہوا۔

اے بطبع باغ کون از بہر برہان حدوث — طرح رنگ آمیزی از فصل خزاں انداختہ

ترجمہ۔ باغ کون۔ عالم۔ اہل کتاب عالم کو حادث و فانی مانتے ہیں مگر اہل تناسخ عالم کو قدیم و باقی جانتے ہیں۔ تعویذوں میں مختلف رنگوں سے خانہ پڑی کی جاتی ہے۔ اس کو رنگ آمیزی کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ اے وہ کہ جس نے باغ عالم کی طبیعت میں عالم کی نابودگی کے ثبوت کے لئے فصل خزاں یعنے تبدل و تغیر کے رنگ سے خانہ پری کی ہے۔ یعنے دنیا کی طبیعت میں خدا تعالےٰ نے فنا کا مضمون رکھا ہے۔ چیزیں پیدا اور نابود ہوتی رہتی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کل بھی فنا ہو جائے گی اور پیدا ہوا ہے

سرعت اندیشہ را افگندہ در داماں تیر — عادت خمیازہ در جیب کماں انداختہ

ترجمہ۔ فکر و اندیشہ کی تیزی تیر میں رکھی۔ انگڑائی کی عادت کمان کو بخشی

مطلب۔ یعنی انسانی خواص حادات کو خدا نے بخشی۔

در چمن ہائے محبت ہر قدم چوں کربلا — از نسیم عشوہ فرش ارغواں انداختہ

ترجمہ۔ حقیقی محبت کے چمنوں میں ہر قدم بہ ناز و ادا کی ہوا چلا کر عاشقوں کے خون سے میدانِ کربلا کی طرح ارغوانی سرخ فرش بچھا دیا ہے۔

یعنی عشق الٰہی میں ہزاروں اولیاؤں کا خون بذریعہ شہادت بہہ گیا ہے۔

زیں خجالت چوں بروں آیم کہ دل در موجِ خوں ... نو عروسانِ غمت را موکشاں انداختہ

عشق الٰہی کا غم چونکہ بے بہا نعمت ہے اس لئے اس کو نو عروس قرار دیا۔

ترجمہ۔ اس خجالت سے کہ تیرے غم کی نو عروس کو دل خستہ نے پیشانی کے بال پکڑ کے اپنے موجِ خون میں غوطہ دیا۔ کیسے باہر نکل سکتا ہوں۔

مطلب یہ کہ تیرا پیارا غم عشق میرے خونِ دل میں غوطہ زن ہے۔

فیض را نازم کہ ہر کس پا براہت ماندہ ست ... دل بدست آورد و جاں را از میاں انداختہ

ترجمہ۔ میں تیرے فیض پر نازاں ہوں کہ جس نے تیرے راہ میں قدم رکھا صاحبِ دل ہو گیا۔ اور حیرت میں بے جان ششدر رہ گیا۔

وصفِ صنعت کز لبِ ہر ذرّہ می ریزد بروں ... نطق را در معرضِ عقد اللسان انداختہ

ترجمہ۔ تیری کاریگری کا وصف جبکہ ہر ذرہ سے عیاں ہے اس لئے گویائی کو بستگی زبان میں ڈال دیا۔ یعنے جبکہ ہر ذرّہ صنعت خدا کو ظاہر کر رہا ہے اس لئے گویائی کو فضول جان کر بیکار کر دیا۔

من کہ باشم عقل کل را ناوک انداز ادب ... مرغ اوصافِ تو از اوج بیاں انداختہ

عقل کل۔ جبرئیل علیہ السلام ناوک انداز ادب سے خود ادب بطور اضافت مجازی مراد ہے۔

ترجمہ۔ میں کون ہوں ادب نے تیرے مرغ صفات کو جبرئیلؑ کے بلند بیان سے گرا دیا ہے۔ مطلب یہ کہ خدا تعالےٰ کی اوصاف کو جبرئیلؑ نے جو بیان کی بلندی پر چڑھایا ادب نے تیر مار کر گرا دیا۔ اور عاجز کر دیا۔ میں تو کیا

مرغ اوصاف پرواز بیان پراسکتا ہوں۔

مست ذوقِ عرفیم کز نغمۂ توحید تو   لذتِ آوازہ درکام و زبان انداختہ

ترجمہ: میں اپنے ذوق شوق میں مست و مدہوش ہوں کیونکہ تیرے توحید و تمجید کے راگ کی لذت نے (جس کو میں ادا کر رہا ہوں) زبان و تالو بھی شیریں کر دیا ہے۔

حصہ دوم ترجمہ اردو سے فارسی میں

مجھے یقین ہے کہ اس قدر نمونوں سے فارسی سے اردو میں ترجمہ کا ڈھنگ خوب ذہن نشین ہو گیا ہوگا۔ اور فقط اتنا ہی میں چاہتا تھا کہ طلبا ایسے انداز پر ترجمہ کریں کہ پورے الفاظ کا ترجمہ بھی ہو جائے اور عبارت بے محاورہ نہ ہو اور ضرورت سے زیادہ لفظ کوئی نہ لکھا جائے۔ ہٰذا المقصود

مشق ۱۲۳۔ اردو کی پہلی۔ پہلا حصہ صفحہ ۷۔ باران

برسات آخر آ ہی گئی۔ پہلے تو آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھائیں۔ تب کچھ بڑی بڑی بوندیں پڑیں۔ پھر زیادہ بوندیں پڑنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں موسلا دھار پانی برسنے لگا اور ساری زمین جل تھل ہو گئی۔ مینہ کو دیکھ کر ہم کیسے خوش ہوتے ہیں۔ سارے کنوئیں تالاب اور ندی نالے بھر جاتے ہیں۔ اسی سے کھیتوں میں اناج پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے ہمیں پینے کو پانی اور کھانے کو اناج اور ترکاریاں ملتی ہیں۔ دیکھو جانور بھی کیسے خوش ہو رہے ہیں۔ ابھی کل ان کو کھانے کو چارہ بھی نہیں ملتا تھا ساری زمین سوکھی پڑی تھی۔ گھاس کا ایک تنکا بھی نہ تھا۔ یہ بیچارے مارے بھوک کے دُبلے ہوئے جاتے تھے۔ اب پانی برسنے سے گھاس خوب اُگے گی۔ اور ان کو کھانے کی کمی نہ رہے گی۔ پھر موٹے ہو

جائیں گے۔ پانی سے پیڑ دھل جاتے ہیں اور ہرے اور خوبصورت دکھائی دینے لگتے ہیں آسمان بھی دھل کر نیلا اور صاف ہوجاتا ہے، اور گرمی کم ہوجاتی ہے یہ سب مینہ کی بدولت ہے۔

ترجمہ:- آخر بہ تنکال ہم برسر آمد تخت ابر سیاہ بر فلک خیمہ زد۔ آنگاہ قطرہا افتاد۔ باز قدرے کلاں شدہ۔ باز بیشتر افتاد۔ اندکے بود کہ باران بزور بارید۔ ہمہ سطح زمین آب آگیں گردید۔ باراں دیدہ خوش می شویم۔ ہمہ چاہ و آبگیر جوی وکاریز لبریز می شوند۔ از ہمیں درکشت زار غلہ و پیداوار سر بر می زند واز ہمیں خوردنی و نوشیدنی بدست آید۔ مواشی ہم خرم وشاد شدند دیروز بود چریدنی نداشتند ہمہ خاک خشک و پرکاہ ہم نبود از زحمت گرسنگی زار و نزار می شدند۔ از باریدن باران سبزہ گیاہ روید چریدنی پیش گردد تن شاں رفتہ رفتہ فربہی آرد۔ از بارش درختہا شستہ و شاداب و خوش رنگ می نماید آسمان ہم کبود و صاف تر گرمی کم گردد این ہمہ از سر باران ست۔

ھدایت:- ترجمہ بالا میں یہ الفاظ یاد ہونے کے قابل ہیں۔ برسر آمدن۔ اندر آمدن۔ خیمہ زدن۔ قائم شدن۔ بدست آمدن۔ حاصل شدن۔ پرکاہ۔ پارۂ خاشاک۔ از سر فلاں۔ بجہت فلاں۔

مشق ۱۴۔ از صفحہ ۷۵ آندھی

کل تک میرے گھر کے پاس ایک بہت اچھا پیڑ لگا ہوا تھا۔ یہ پیڑ اونچا تھا اور اس کی شاخیں ہری ہری پتیوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ آج جو میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زمین پر گرا پڑا ہے اور اس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں تم بتا سکتے ہو کہ اتنا بڑا مضبوط پیڑ کیسے ٹوٹ گیا۔ بڑے بڑے پہلوان اسکو جھکا بھی نہ سکتے تھے۔ اس پیڑ کو ہوا نے توڑ ڈالا۔

کل رات کو بڑے زور کی آندھی چل رہی تھی۔ میں لیٹے لیٹے اسکی سنسناہٹ سُن رہا تھا۔ ہوا کے تیز جھونکوں نے پیڑ کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جس آندھی سے ایسے پیڑ کے دو ٹکڑے ہو جائیں تم سمجھ سکتے ہو کہ اس میں کیسا زور ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ آندھی کیا چیز ہے۔ جب ہوا تیز چلتی ہے تو اس کو آندھی کہتے ہیں۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ ہوا تمہارے چاروں طرف رہتی ہے۔ چاہے تم گھر میں رہو یا باہر۔ جب ہوا نہیں چلتی تو تم کو اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ چلنے لگتی ہے تب تم کو اس کا پتہ چلتا ہے۔ پنکھا یا کاغذ کا ٹکڑا لے کر اپنے منہ پر جھلو تو تم کو ہوا معلوم ہونے لگے گی۔ گرمی کے دنوں میں تیز یکّہ پر سوار ہونا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ہوا سامنے سے بدن میں لگتی ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے مگر جوں ہی یکّہ رُک جاتا ہے توں ہی ہوا بھی رک جاتی ہے یہ کیا بات ہے۔ بات یہ ہے کہ جب یکہ تیز چلتا ہے تو تمہارا بدن زور سے ہوا میں لگتا ہے۔ اور اسی سے ہوا تم کو زور سے چلتی معلوم ہوتی ہے۔ رات کو بڑے زور کی آندھی تھی۔ تب ہی تو اتنا بڑا پیڑ ٹوٹ گیا۔ تم شاید پوچھو کہ ہوا کبھی تو اتنی تیزی سے چلتی ہے اور کبھی بالکل رُک جاتی ہے۔ یہ تم ابھی سمجھ نہیں سکتے۔ جب تم بڑے ہو گے یہ باتیں تم کو معلوم ہو جائیں گی۔

ترجمہ۔ باد چکر۔ باد گرد

دیروز نزد خانہ من درختے بلند و خوشنما بود کہ شاخہایش تو جا ہا از برگ ہائے سبز داشت امروز کہ از خانہ بروں آمدم دیدمش بر زمین افتادہ و از میان دو پارہ گردیدہ۔ می توانید گفت درختے ایں چنیں بلند و تناور چگونہ شکستہ کہ پیلان زبانہ ہم نمی توانستند کہ آنرا کشیدہ خم دہند۔ میگویم درخت را باد تند کندہ و بزمیں فگندہ شب دی باد تندمی وزید من ستاں شور طوفانش گوش می کردم تیزی بادش دو پارہ ساخت و برخاک انداخت۔ چوں قوت باد ایں چنیں ساخت اندازہ توتش

باید انگاشت۔ می دانید باد گرد چیست چوں باد تیز ترمی وزد آنرا باد جگر می نامند۔ می دانید کہ از ہوا جائے خالی نیست۔ ہر جا کہ باشید ہوا در آنجا پیدا خواہ در خانہ بوید یا بیرون۔ مگر چوں نمی وزد تصورش نمی کنید۔ ہاں وقت حرکت محسوس می نمائید۔ اگر بادزن یا پارۂ کاغذ بروے خود جنبانید باد محسوس می شود۔ در گرم سیر سواری یکہ کہ ہوائش از پیش می آید خوشتر ست کہ تن را باد می زند مگر چوں از رفتار باز ماند بادش ہم سکون ورزد سببش چیست۔ سببش اینکہ چوں یکہ تیز دود تن سوار بباد در خورد وازیں باد را ہم محسوس کند۔ شب باد سخت تند بود از انست کہ درخت از ہم درید۔ شاید کہ پرسید۔ چیست کہ باد گاہے تند وزد و گاہے بند شود۔ ہنوز فہم شما کوتاہ ست نمی توانید فہمید۔ چوں کلاں شوید خود بذہن شما نشیند۔

(الفاظ) تناور۔ قد آور۔ گوش کردن۔ شنیدن۔ بادزن۔ باد بیزن۔ گرم سیر۔ موسم گرما۔ بستان۔ بر پشت افتادہ۔ محسوس۔ معلوم۔ در خوردن باہم ضرب خوردن۔

مشق ۱۵۔ صفحہ ۶۷ چھپکلی۔

میرے مکان کی دیواروں پر ایک چھوٹا سا جانور رہتا ہے۔ شام کے وقت جب چراغ جلا کر طاق پر رکھ دیا جاتا ہے تب یہ جانور نکلتا ہے۔ اور چراغ کے پاس دیوار سے چپکا رہتا ہے۔

اس کی چار چھوٹی چھوٹی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اور پیروں میں لمبی لمبی انگلیاں ہوتی ہیں۔ اگلے دو پیر ہاتھ کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک میں پانچ پانچ پھیلی ہوئی انگلیاں ہوتی ہیں۔ آنکھیں اُن کی چھوٹی اور چمکیلی ہوتی ہیں۔ جبڑا بہت کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے دانت ہوتے

ہیں۔ اس کا چھریرا بھورا اور کچھ کھر کھرا ہوتا ہے۔ تم اس جانور کا نام بتا سکتے ہو۔ میری جان ہیں تو کیا تم سب لوگ اس کو جانتے ہوگے۔ اس کو چھپکلی کہتے ہیں۔ اچھا بتاؤ چراغ کے پاس کیوں آتی ہے۔ یہ اپنے کھانے کی تلاش میں آتی ہے۔ چراغ کے اردگرد بہت سے پتنگے اڑا کرتے ہیں۔ پتنگوں کو روشنی بہت پسند ہے۔ اس لیئے یہ چراغ کے پاس آتے ہیں۔ چھپکلی چپ چاپ دبکی رہتی ہے۔ جوں ہی کوئی پتنگا پاس آیا جھٹ اس نے اپنی لمبی زبان نکالی اور پتنگے کو پکڑ کر ہڑپ کر گئی۔

چھپکلی سے ہمارا کام نکلتا ہے۔ پتنگے اور مچھروں کو یہ مار کے کھا جاتی ہے جو ہم کو ستاتے ہیں۔ کبھی کبھی تم نے بغیر دم کے چھپکلی دیکھی ہوگی۔ بات یہ ہے کہ اس کی دم رہی ہوگی لیکن گر گئی ہوگی۔ چھپکلی کی دم جہاں دبی فوراً کٹ کے گر جاتی ہے اور چھپکلی دم چھوڑ کے بھاگ جاتی ہے۔ مگر اچنبے کی بات یہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی نئی دم نکل آتی ہے۔

ترجمہ چلپاسہ

بر دیوار ہائے خانہ ام کرمکے خورد می نماید۔ شام چوں چراغ افروختہ بر طاقچہ نہادہ شود ایں پیرامون چراغ بر دیوار چسپاں بماند۔ چہار پا با انگشتہائے دراز دارد دو پائے پیش ہمچوں دست ہر یک با پنج انگشت ہائے پہن ست۔ دیدہا خورد و روشن دہن کشادہ یا دندانہائے خورد و پوست درشت و زرد دارد۔ می شناسید نامش چیست نہ تنہا من بلکہ ہمہ کس آنرا شناختہ باشند آنرا چلپاسہ گویند۔ بلے بگوئید چرا گرد چراغ می گردد۔ در جستجوئے خورش۔ از انکہ گرد چراغ لب کرمہا می پرند کہ مہا بہ روشنی می میرند ایں بسوئے چراغ می آید و خاموش می بیند بماندم کہ کرمکے نزدش افتاد زبان بروں کشیدہ زود آنرا خورد و ازیں ہم کار ما بر آید۔ موذیاں یا پشہ و پروانہ را یکسر می خورد و ما را ازاں آزاد می سازد چلپاسہ

بے دُم گا ہے دیدہ باشید صورتش این است کہ اگر وقتے دمش بچیزے فشردہ آید زود ترمی شکند و او این را گزاشتہ بگریزد مگر عجب تر اینکہ در روزے چند دم نو باز برمی آید۔

مشق ۱۷۔ رائج الوقت با محاورہ گفتگو

۱	آج ہوا بہت ٹھنڈی ہے۔ پانی برف ہو رہا ہے۔ مجھے ٹھنڈ بری معلوم ہوتی ہے آؤ پہاڑ سے نیچے اُتر جائیں	امروز باد خیلے خنک است۔ آب یخ بستہ است۔ خنکی بجان من بد می چسپد بیائید از کوہ پائین شویم۔
۲	آج رات ٹھنڈ کے سبب کوئی ہل نہیں سکتا۔ سب ٹھٹھر گئے کہیں اولے پڑے۔ ہوا ایسی چلی کہ قناتوں اور خیموں کو گرا دیا۔	امشب بواسطہ سرما کسے نمی تواند حرکت کند ہمہ افسردہ و بیکار اند جائے تگرگ افتادہ۔ ہوا بطوری است کہ تجیر ہا و چادر ہا را از پا در آورد۔
۳	پرسوں کلکتہ سے تار آیا کہ دو سو پوری چاول کی خرید کر کے بھیج دو۔	پریروز کلکتہ تلغراف زدہ بودند کہ دو ویست تنگہائے برنج خریداری کردہ باید فرستاد
۴	تمہارے سب اہل وعیال یہاں ہیں اور سب چھوٹے بڑے تم کو یاد کرتے ہیں	کس و کوئے شما اینجا ہستند۔ ہمہ کوچک و بزرگ شما را یاد می کنند۔
۵	میرے پیچھے میرا نواسا اور آگے میرا پوتا جو آفندی کا متبنّٰی ہے کھیلتا ہے۔	پشت سر من نوہ من و جلو من نوادہ من کہ پسر خواندہ آفندی است بازی می نماید۔
۶	کیا اس کی اہل وعیال ساتھ ہیں ہاں اس نے وہیں بیاہ جنت کی ہے۔ گھر بار بال بچے وہیں ہیں۔	آیا او خانہ کوچ ہمراہ میدارد بلے او ہمانجا زاد و ولد کردہ است بزن و زندگی ہمانجا دارد۔

تمہارا ماموں کہاں رہتا ہے۔ اپنے خسر کے ہاں	٧	آقا دائی شما بکجا می ماند بخانہ پدرزنش
تمہارا رشتہ کا چچا کیا کام کرتا ہے اور ان کی کتنی اولاد ہے۔	٨	عموی تنی شما چہ کارہ است وچند تا پسر دارد
دو لڑکے اور ایک لڑکی جس کی شادی ہو چکی ہے اور ایک لڑکا ایڈیٹر اخبار ہے۔	٩	دو تا پسر و یک دختر عروسی کردہ شدہ ویک پسر مدیر گازٹ است۔
تمہارا دادا تمہاری ماں اور مادر اور سوتیلی ہمشیرہ کے لئے کیا تحفہ لایا ہے۔ فقط والدہ کیلئے کنگن لائے ہیں	١٠	جد شما واسہ مادر ما و ندر وخواہر ندر شما چہ سوغات آوردہ۔ صرف برائے مادرمن دست برنجن آوردہ دیگر ہیچ۔
صاحب اپنے ہمزلف چھوٹے میرزا کو کہو کہ ماں کے لئے ریشمی رومال اور بہن کے لئے ستارے لگا ہوا دوپٹہ اور سوتیلی لڑکی کے لئے سفید جالی کا ڈوپٹہ اور باقی اوروں کے لئے بھی کچھ آرائش کا سامان لائیں۔	١١	آغا ہمداسن خود مرزا کوچک را بگوید کہ بجہت ننہ جانم دستمال ابریشم وبجہت باجی لچک پولک دوز وبجہت دختر ندر پولک دوز سفید وبجہت دیگر خویشان یراق زنانہ بیاورند۔

مشق ١٧ جدید فارسی

زچہ کے سر پر سر باندھنا ضروری ہے بدنت کا ہو اگر کلا بتونی دوپٹہ نہ ہو کوئی عیب نہیں	١	زن زاچ را یشماق زرکاری بر سر می باید۔ اگر بچک مفتول دوز نباشد ننگ نیست۔
دستور ہے کہ کنواری لڑکی لونگ	٢	رسم است دختر دوشیزہ را منحک

یا ناک کا پھول-چنپا کلی۔ ہاتھوں کے چھلے نہ پہنے مگر چوڑیاں ہاتھوں میں بشرطیکہ سونے کی نہ ہوں ضرور پہنے۔		یا گلچہ و ماغ۔ وچگنو و شست مزیراد نزیبد اما از انگو بشرطیکہ سیمین ست نہ طلائی گریزہ نیست
اچھا جاؤ میں رات سویا نہیں مارے نیند کے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں ذرا سو رہوں پھر آنا۔	۳	دہ بروید شب خواب نکردہ ام دو بخت چشم باہم می شوداند کہ سر نہادہ خواب کنم باز بیاید۔
خدمتگار۔ اُٹھ بازار جا۔ دو تھان ریشمی۔ چادر۔ لٹھا یا خاصہ آفندی کی دکان سے لا مگر تیز دوڑتا ہوا جانا۔	۴	پیش دامن برخیز بازار برو دو توپ ابریشم چارقد و چلواری از دکان آفندی بیار مگر پاشنہ کوب برو۔
میرے آقا کے فرمانے کے موافق میں تیز دوڑتا گیا۔ مگر آفندی دکان بند کر کے کہیں گیا ہے۔		آقائے من حسب حکم چار بغل تاختم مگر آفندی دکان را تختہ کردہ جائے رفتہ
اچھا زینے کے نیچے یا بڑے دروازہ کے پاس ٹھہرو میں خود آتا ہوں۔		دہ پائے پلہ یا دم دروازۂ کلان بباش من خود می رسم۔
کشمیری مال بڑا آبدار اور فائدہ والا ہے جو غور کرو تو نیا اور چمکدار شال کی قسم بہت ہی خوش وضع دیکھنے میں ہے۔ اگر تمام بازار چھان مارو اس سے بہتر نہ ملے۔	۵	مال کاشمیر خیلے آبدار و با منفعت ست اگر بغور بین بسیار قشنگ و تر و تازہ از جنس شالکے۔ ہم خیلے خوش وضع می نماید اگر ہمہ بازار بز نہید بہتر از آں بہم نرسد۔

کشمیری میوہ بھی ہر قسم کا عمدہ ہے بھلا بہشتی میوہ تو کیا اس تک پہنچے جنت کا میوہ بھی اس کے آگے کچھ قیمت نہیں رکھتا۔	۶	میوۂ کاشمیر ہم از ہر چہ خوب است میوہ ہند بداں چہ رسد۔ میوۂ فردوس ہم بنازے نمی ارزد
ہمارا نان بائی خمیرے آٹا کے پیڑے پھیلا کر تنور میں لگاتا ہے۔ عجیب دستکار ہے۔ بھربھری روٹی نکال کر دیتا ہے۔	۷	آشپز ما چونہائے خمیر پہن کردہ در تنور می گزارد عجیب دست پرکارست کہ نان خستہ برآوردہ می دہد۔
جب پہلی بولی قاضی کی اور دوسری بولی پاجی کی ہے تو دکاندار کو چاہیئے کہ دوسری بات نہ کہے اور اعتبار کے شیشہ پہ پانی نہ ڈالے (پہلی قیمت ہی بھلی ہے)	۸	چوں اول بہا شیر بہاست باید کہ مرد فروشندہ بہائی دیگر نگوید و آب ششیشہ اعتبار بآب دو گفتار نشوید (اول بہا شیر بہا)
باورچی! گیہوں کی بوریاں اور گھی کے کپے لایا۔ ہاں جناب بلکہ گوشت اور ترکاری بھی لایا ہوں۔ مگر دیگچی چولہے پر نہیں چڑھائی۔ اچھا مٹر اور آلو بھی لانا پہلے چائے دانی۔ چائے وغیرہ کے پلیٹ اور پرچ پیالی لے آ جناب حاضر ہے۔ اچھا پیالی ہیں	۹	آشپز! جوالہائے گندم وخیکہائے روغن آوردہ۔ بلے آغا۔ سبزی پائے گوشت وتخم ہم آوردہ ام۔ بلے دیزی را سر اجاغ بار نکردہ ام دہ شنگ وسیب زمینی ہم باید آورد پیشتر قوری وقہوہ سینی وفنجان (نلبکیں ونلبکی) بیار۔ آغا حاضر است بلے فنجان لب

چائے ڈال کر چمچہ سے شکر ملاؤ		گردان کردہ چمچہ قاتی بکن۔
محاورہ ہے کہ سرکہ دودھ سے مت ملاؤ۔	ع۱۰	(سرکہ با شیر قاتی مکن)
سیگریٹ کا بکس کہاں ہے۔ جناب وہ تو رات ختم ہو چکا تھا خیر پیچوان لے آ۔ چند گھونٹ تو بھروں۔	ع۱۱	قاب سیگار کجاست۔ آغا شب تمام شد۔ دہ قلیان سے بیار اینک قلاچ زنم۔
صبح کی بہتر غذا چائے دودھ کی جس میں مکھن یا ملائی ملائی جائے۔ اور نیم برشت انڈے پی جائے۔	ع۱۲	بہتر ناشتہ شکن چائے شیر آمیز کہ دران کرہ یا سرشیر وقیماق باشد بالائی تخم نیم زد خوردہ شود۔
صبح جو انگریز بھوکا اٹھتا ہے۔ اس کو پیالی چائے کی کافی ہے مگر غذائے دوپہر کی گوشت اور ڈبل روٹی جس کو چھری کانٹے سے کھاتا ہے۔	ع۱۳	سپیدہ دم کہ مرد انگریز ناشتا برخیزد فنجان قہوہ اش کافیست اما غذائے چاشت گوشت و نان خمیر کہ با کارد و چنگال بریدہ می خورد
اگر چھوٹی رکابی کباب کی نہ ہو پڑی نہ ہو مگر صراحی اور نقل کا ہونا ضروری ہے۔	ع۱۴	بشقاب کباب اگر نباشد نباشد مگر تنگ آب و دنبالہ کش طعام ناچارست۔

مشق ۱۸- از مراۃ العروس صفحہ ۴۰

اکبری کو جہیز میں جو کپڑے ملے تھے ان کا حال سنیئے۔ جب تک ساس کے ساتھ رہیں ساس سویں پندرہویں دن نکال کر دھوپ دیا کرتی تھیں۔ شروع برسات میں الگ ہو کر رہیں کپڑوں کا صندوق جس کوٹھری میں جس طرح رکھا گیا تھا تمام برسات گزر گئی اسکو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ وہیں اسی طرح رکھا رہا۔ جاڑے کی آمد میں دولائی کی ضرورت ہوئی تو صندوق کو کھولا گیا۔ بہت سے کپڑوں کو دیمک چاٹ گئی تھی۔ چوہوں نے کاٹ کاٹ کر بغارے ڈال دیئے تھے کوئی کپڑا سلامت نہیں بچنے پایا دیکھو جو لڑکیاں چھٹ پن میں لاڈ پیار میں رہا کرتی ہیں اور ہنر اور سلیقہ نہیں سیکھتیں یوں ہی اکبری کی طرح عمر بھر رنج و تکلیف اٹھاتی ہیں۔

آنچہ اکبری از جہیز خود یافتہ بود احوالیش آنکہ تا اکبری با خوشدامن خود سر می برد۔ خوشدامن پس از پانزدہ شانزدہ روز جملہ سامان را در آفتاب می گزاشت در آغاز برشگال یکسوئی ورزید و کارخانہ داری خود بدست خویش گرفت۔ صندوق جامہا در خشکانہ چنانکہ داشتہ بود ہمچناں بماند ہمہ موسم گزشت نوبت بدیدنش ہم نرسید در آغاز سرما کہ دولائی را احتیاج آمد صندوق کشادہ شد جامہا را کرم خوردہ و موش گزیدہ یافت۔ یعنے موشہا سوراخہا انداخت و جامۂ سالم نگزاشت

پس باید فہمید دختر اینکہ تربیت بعالم نو زدگی بناز و نعمت می شود و چیزے از ہنر و سلیقہ نیاموزند ہمچو اکبری زندگی خیلے برنج و کلفت می گزرد۔

اکبری کا جتنا حال تم نے پڑھا اس سے تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ اکبری کو ماں اور نانی کے لاڈ نے اس کو زندگی بھر کیسی مصیبت میں رکھا۔ لڑکپن میں اکبری نے نہ تو کوئی ہنر سیکھا نہ اس کے مزاج کی اصلاح ہوئی۔ جب اکبری نے ساس سے جدا ہو کر الگ گھر کیا۔ برتن بھانڈا کپڑا زیور سب کچھ اس کے پاس موجود تھا۔ چونکہ خانہ داری کا سلیقہ نہیں رکھتی تھی چند روز میں تمام مال و اسباب خاک میں ملا دیا اور ایک برس میں ہاتھ کان سے ننگی رہ گئی۔ اگر محمد عاقل بھی اس کی طرح احمق و بدمزاج ہوتا تو شاید ایک دوسرے سے قطع تعلق ہو جاتا۔ لیکن محمد عاقل نے ہمیشہ عقل و شرافت کو برتا

از احوال اکبری آنچه گزشت عیان می شود که اکبری را نازبرداری مادر و مادر مادر چگونه همه عمر در رنج و محنت افگند در زمانه خوردی نه او هنرے آموخت و نه مزاجش اصلاح پذیرفت اکبری را چون عنان کار خود بدست خود گرفت از ظروف و اثواب و زیور و مصاغ همه سامان که می باید شد فراهم بود اما چون سلیقه خانه داری نداشت جمله بر باد داد تا اینکه از دست و گوش هم برهنه بماند اگر محمد عاقل هم اینگونه گول و بد مزاج بودے رشته تعلق از هم بریده شدے مگر او هم چنان شرافت و کیاست را کار بست۔

مشق ۱۹۔ از مراۃ العروس صفحہ ۴

سمجھنا چاہیئے کہ بیاہ کیا چیز ہے۔ بیاہ صرف یہی بات نہیں ہے کہ رنگین کپڑے اور مہمان جمع ہوئے مال و اسباب و زیور پایا بلکہ بیاہ سے نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ نئے لوگوں سے معاملہ کرنا اور نئے گھر میں رہنا پڑتا ہے جس طرح پہلے پہل بچھڑوں پر جوا رکھا جاتا ہے۔ آدمی کے

بچھڑوں کا جوا بیاہ ہے۔ نکاح ہوا لڑکی بی بی بنی لڑکا میاں بنا اس کے یہی معنے ہیں کہ دونوں کو پکڑ کر دنیا کی گاڑی میں جوت دیا۔ اب یہ گاڑی قبر کی منزل تک ان کو کھینچنی پڑے گی پس بہتر ہے کہ دل کو مضبوط کر کے اس بار عظیم کا تحمل کیا جائے اور زندگی کے دن جس قدر ہوں عزت ابرو صلح کاری اتفاق سے کاٹ دیئے جائیں۔ ورنہ لڑائی بھڑائی جھگڑے سے بکھیڑے، شور و فساد ہائے اور واویلا سے دنیا کی مصیبت اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے اب تم کو سوچنا چاہیئے کہ میاں بی بی میں خدا تعالےٰ نے کس قدر فرق رکھا ہے۔ مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں اکیلے گھبرایا کرتے تھے ان کے بہلانے کو خدا نے اما حوّا کو جو سب سے پہلی عورت دنیا میں گزری پیدا کیا۔ پس عورت کا پیدا کرنا صرف مرد کی خوش دلی کے واسطے تھا اور عورت کا فرض ہے مرد کو خوش رکھنا۔ افسوس ہے دنیا میں کس قدر کم عورتیں اس فرض کو ادا کرتی ہیں۔ مردوں کا درجہ خدا تعالےٰ نے عورتوں پر زیادہ کیا نہ صرف حکم دینے سے بلکہ مردوں کے جسم میں زیادہ قوت اور اُن کی عقلوں میں زیادہ روشنی دی ہے دنیا کا بندوبست مردوں کی ذات سے ہوتا ہے۔

ترجمہ مطالعہ کرو

باید دانست عروسی چیست نہ ہمیں کہ جامہائے رنگین زیب تن ساختن یا ہجوم مہماناں ورود کردن والواع ساز و سامان و الوان جامہ و زیور یافتن بلکہ کدخدائی آغاز نو دنیا ست۔ بانوکساں ساختن و طریق معاشرت سپردن و در نو خانہ بود باش نمودہ بکار خانہ داری پرداختن می افتد نخست چنانچہ توغ ہرگو سالہ نہادہ می شود ہمچناں توغ گو سالہائے مردم کتخدائی ایشاں

ست دو لفظ نکاح دختر چوں خوانده شد۔ دختر خمار ہا توسے بر سر و طفل قبائے
شوہری در بر گرفت معنایش آنکه ہر دو را گرفته در کاسکه دنیا فرو بستند
اکنوں سر وو را کشیدن ایں کاسکه تا بمنزل قبر بر گردن افتاد پس باید دل
قوی نموده ایں بار عظیم را با عزت و آبرو صلح و متانت برداشت و ایام زندگی
را با پیمان درست بانجام رسانیده۔ بسوئے عالم باقی شتافت ورنه جنگ
وجدل و فتنه فساد کد و حسد ہائے واویلا مصائب جہاں را می افزاید اکنوں باید
اندیشید که میان زن و شوہر چه قدر فرق داشته اند در کتب دینیه مسطور
ست که حضرت آدمؑ در بہشت بجہت تنہائی تنگ دل و آشفته خاطر
بودند خالق بیچوں برائے دلداری و دل بستگی ایشاں اماں حوا را که نخستیں
زناں عالم بود آفرید پس ازیں رد غرض ایجاد زن جز انه فرمانبرداری و دلداری
مرد نبود در زناں را دلداری مرداں فرضے ست اتم و واجبے ست اہم مگر حیف
از زناں بسیار کم اند که ایں فرض عظیم را بجا آرند ایں فرض گراں را به نیاز
تمام بدیشاں سپارند بحکم نص کریمه (وللرجال علیهن درجه) درجه مرداں
از پایه زناں بسے بالاتر نهاده اند نه بحکم فرمودن بلکه اجسام و ابدان ایشاں قوی
تر و عقول ایشاں روشن تر گردانیده چنانچه ہمه ساخت و پرداخت کارہائے
عالم بر ذات والا صفات ایشاں داشته۔

مشق ۲۰۔ صفحہ ۹۹

محمد کامل بے روزگاری سے گھبراتا تھا۔ ایک دن اصغری سے کہنے لگا۔
کہ اب میرا جی بہت گھبراتا ہے اگر تمہاری صلاح ہو تو تحصیلدار صاحب
کے ساتھ پہاڑ پر چلا جاؤں۔ اور ان کے ذریعہ سے نوکری تلاش کروں اصغری
نے تھوڑی دیر تامل کر کے کہا نوکری کرنی تو بہت ضروری ہے۔ اس واسطے

کہ تم دیکھتے ہو کیسی تنگی سے گھر میں گزر ہوتی ہے۔ اب ابا جان بہت بڈھے ہوئے۔ مناسب ہے کہ وہ گھر میں بیٹھیں اور تم کما کر ان کی خدمت کرو۔ علاوہ اس کے محمودہ بڑی ہوتی جاتی ہے ہیں اس کی منگنی کے فکر میں ہوں اور ارادہ یہ ہے کہ بہت اونچی جگہ اس کا بیاہ ہو اور میں تدبیر کر رہی ہوں انشاءاللہ تعالےٰ اسی برس میں اس کی بات ٹھہری جاتی ہے۔ لیکن اس کے واسطے بڑا سامان درکار ہوگا اور اس وقت تک کسی قسم کی کوئی چیز موجود نہیں۔ بھائی جان اول تو الگ ہیں اور پھر ایسی تھوڑی نوکری ہیں ان کی اپنی گزر نہیں ہوسکتی دوسرے کو کہاں سے دے سکتے ہیں پس سوائے اس کے کہ تم نوکری کرو اور کوئی صورت نہیں لیکن پہاڑ پر جانے کی میری صلاح نہیں۔ ابا تو تمہارے واسطے کوشش کریں گے۔ اور غالب ہے کہ جلد تر تم کو اچھی نوکری مل بھی جائے۔ لیکن کسی کا سہارا پکڑ کر نوکری کرنا کوئی ٹھیک بات نہیں بلا سے تھوڑی ہو پر اپنی قوت بازو سے ہو گو ابا جان کوئی غیر نہیں ہیں رشتے میں بھی ان کا ہاتھ تم سے اونچا ہے ان سے لینا کیا بلکہ مانگنا بھی کچھ عیب نہیں پھر بھی خدا کسی کا احسان مند نہ کرے سدا کو آنکھ جھک جاتی ہے انہوں نے منہ پر نہ کہا تو کہنے میں اللہ رکھے سو آدمی ہیں۔ منہ در منہ نہ کہیں گے پیٹھ پیچھے ضرور کہیں گے کہ دیکھو سسرے کے سہارے سے نوکر ہوئے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

محمد کامل از بیکاری و بے روزگاری خود دل تنگ می بود روزے باصغری گفت دلم رنجیدہ و خاطرم کبیدہ می ماند اگر رائے روشن و صلاح درست شما بخیال و خاطرم درسازد ہمراہ و باسعیت تحصیل دار صاحب برکوہ شوم تا بدستیاری شان خدمتے جویم و گرد کلفت بآب ملازمت شویم۔

اصغری اندکے تامل نمودہ گفت از خدمت گزیدن چارہ نیست چہ می بینید کہ چہ طور بہ تنگی وکفایت شعاری می گزرد حالا ابّا جان پیر شدند باید کہ ایشان خود بخانہ نشستنید وشما کارے وکسب نمودہ خدمت او شان بجا آورید۔ علاوہ محمودہ کلاں گردیدہ مرا فکر رشتہ او وا منگیرست ومی خواہم بخانوادہ بزرگ منسوب ومخطوب گردد ومن در تدبیر وترتیبش سر دادہ وپا نہادہ ام انشاءاللہ تعالےٰ درہمیں سال صورتش نقش می پذیرد۔ مگر ایں راساز وسامانے درکار ست وہنوز چیزے ازیں بخانہ موجود نیست۔

برادر جان یکے آنکہ از ما جداگانہ اند دیگرے آنکہ درچنیں روزگار خود کہ بضاعت کسب می کنند خود را نمی توانند برداشت دیگرے را چہ اعانت نمایند بجز اینکہ خود بکارے وخدمتے بپردازید صورتے دیگر نیست۔ اما برکوہ رفتن صلاح نمی بینم۔ پدر بزرگوارم برائے شما خواہند کوشید وامید غالب کہ زود بر کارے سزاوار وبر خدمتے پائیدار ہم مامور ومستقر شوید۔ اما بطفیل کس ملازمت گزیدن وبذریعہ دیگرے پیش دستی ورزیدن خالی از کم جگری نیست از اندک وبسیار ہرچہ باشد از قوت بازوئے خود باشد اگرچہ ابا جان از ما غیر نیستند۔ درست است ہم برتری ودست بالائی دارند از ایشان چیزے گرفتن چہ بلکہ خواستن وطلبیدن ہم معیوب نیست تاہم خدا تعالےٰ ممنون کس نہ گرداند کہ موجب چشم پوشی دائمی ست اگر خود ایشاں بزبان نیاورند صد دیگر درخانوادہ اند کہ اگر رو برو کلمہ نگویند پس پشت ناچار گویند کہ داماد بہ پامردی خسر روزگار یافت۔

مشق ۴۱۔ از آرائش محفل صفحہ ۲۴

جب پہر رات گئی تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص بزرگ صورت نکلا فرش ستھرا اور پاکیزہ بچھا کر نورانی حلے پہن پہن کر اپنے اپنے مسند پر بیٹھا تے

میں ایک شخص بحال تباہ گندے کپڑے خاک آلودہ پہنے برہنہ پا کسی ٹوٹی گور سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا۔ وہ مسند نشین قہوے پیا کئے نہ اس کی طرف کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک قہوہ کا پیالہ دیا۔ تب اس نے ایک آہ سرد بھری آواز بلند سے کہا کہ آہ وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا۔ حاتم نے آواز کے سنتے ہی کہا کہ احسان خدا کا کہ میں اپنی منزل مقصود کو پہنچا۔ اتنے میں بہت سے خوان غیب سے ان بزرگوں کے آگے آئے اور اس ہر ایک خوان میں ایک پیالہ کھیر کا اور ایک ایک کوزہ پانی کا تھا۔ اور ایک خوان اُن خوانوں میں سے جدا تھا۔ انہوں نے کھانا کھاتے ہوئے آپس میں کہا اے عزیزو آج کی رات ایک مسافر ہمارے یہاں مہمان آیا ہے اس کوئے آؤ کہ یہ خوان علیحدہ اسی کا حصہ ہے جلدی ایک شخص اٹھا اور حاتم کو لا کر ایک مسند پر بٹھایا اور وہ خوان اس کے آگے رکھ دیا۔ حاتم نے اس شخص کی طرف دیکھا جو اُن لوگوں سے دور ہی میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرے مار رہا تھا۔ اور ایک خوان اس کے آگے بھی دھرا تھا۔ مگر اس میں پیالہ تھوہر کے دودھ اور سنگریزوں سے بھرا ہوا تھا اور کوزہ میں پانی کی جگہ پیپ اور لہو اس حالت کو دیکھ کر حاتم سر جھکا کر کھانا کھانے لگا۔ اور اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں سب کے سب کھانا کھا چکے خوان اٹھائے حاتم وہاں سے اُٹھ اس بیچارہ کے پاس گیا اور اس نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیا گناہ کیا ہے جو اس عذاب میں گرفتار ہوا ہے وہ یہ سن آنکھوں میں پانی بھر لایا اور کہنے لگا اے جواں مرد خوشہر دیں میں انہیں لوگوں کا سردار ہوں میرا نام یوسف سوداگر ہے۔ سوداگری کے لئے خوارزم کو جاتا تھا اور بخیل بھی ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ میں کوڑی پیسہ دانہ پانی کپڑا لتہ نہ آپ دیتا نہ کسی کو دینے دیتا۔ اور اگر کوئی نوکر چاکر میری چوری سے دیتا اور مجھ کو معلوم ہوتا

تو اس کو منع کرتا کہ اپنا مال کیوں کھوتا ہے۔ بلکہ اکثر غلاموں کو خیرات کرنے پر مارتا وہ کہتے کہ ہم خدا کے واسطے دیتے ہیں کہ ہمارے عاقبت میں کام آئے گا ہیں ان پر ہنستا۔

ترجمہ مطالعہ کرو

چوں پاسے از شب گزشت از ہر تربتے شخصے بزرگ صورت برآمد و فرشے صاف و پاکیزہ گسترده حلہ نورانی زیب تن کرده بر دست خود جا گرفت۔ دریں میان مردے نژند حال گندہ و خاک آلود لباس برہنہ پا از قبرے شکستہ بر آمد بر زمین بنشست مسندیاں قہوہا می نوشیدند یکے از آنان در سبوئیش دیدونہ فنجان قہوہ بدو داد۔ آنگاہ او آہے سرد کشیده نعرہ زد د آہ کاملے نہ کردم کہ امشب بکارم آمدے۔ حاتم بمجرد شنیدن ایں صدا کلمہ شکر بر زبان راند و گفت کہ بمنزل مقصود رسیدم آنگاہ بسے خوانہا از پردۂ غیب کہ ہر یکے از آنہا بر یک کاسہ فیرینی و کوزہ آب مشتمل بود پیش بزرگاں نہادہ شد و یک خوان دیگر ہم بود۔ او شان در اثنائے خوردن گفتند امشب نزد ما مہمانے وارد شده او را بعزت بیارید کہ ایں خوان برائے او فرود آمده زود شخصے از ایشاں برخاستہ حاتم را بیاورد و بر دستے بہ نشاند و آں خوان را پیش او نہاد حاتم بسوئے آں دور افتاده وخستہ حال می نگریست و دید کہ یک خوان پیش او ہم نہاده اند مگر درآں یک پیالہ شیر زقوم و سنگریزہا و دیگر بجائے آب زرد آب دریم و خون بود۔ ایں حالت دیده حاتم سر فرو برد۔ خوردن آغازید مگر ہمچناں در تفکر بسوئے او می دید چوں ہمہ از خورد و نوش فراغت یافتند و خوانہا برخاستہ شد زود بسوئے آں مرد دوید و حال و ماجرائش پرسید کہ چہ گناه کردی کہ دریں عذاب گرفتاری آمدی ایں شنیده آب در چشمش

گرویدو گفت اے جوان خوشرو حال زارم بشنو من سردار ایشاں بودم یوسف سوداگر نام نامی من ست از بہر تجارت بسوئے خوارزم می رفتم۔ آنقدر بخیل بودم کہ گاہے براہِ خدا چیزے از جامہ و پشمینہ نہ خود دادم و نہ دہش کسے پسندیدم واگر یکے از چاکراں من خفیہ بخشید و بازمن دانستم زدوکوب کردم یا زجر و توبیخ نمودم و می گفتم چرا مال و متاع رائیگاں می دہید و ضائع می کنید۔ واگر ایشاں گفتند کہ ایں دادہ و بخشیدہ بدار باقی بکار ما آید خندہ می آوردم۔

مشق ۲۲۔ از صفحہ ۶۵

پھر حاتم نے سوچا کہ گیدڑ میرے زخم کے واسطے پریرو جانور کا مغز دشت مازندراں سے لایا تھا اب مجھ کو بھی ضرور ہوا کہ اسی جنگل میں جاؤں یہ سمجھ کر اس سے رخصت ہوا اور منزل مقصود کو چل نکلا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک قلعہ کی خندق کے گرد بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ایک خلقت آگ لگانے کی فکر کر رہی ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر متفکر ہوا اور کسی سے پوچھا کہ اس آگ لگانے کا کیا سبب ہے۔ کسی نے جواب دیا۔ کہ ایک جانور بڑا آفت روز کسی طرف سے آتا ہے اور تین چار آدمی کھا جاتا ہے اگر یہی حالت رہی تو تمام شہر ویران ہو جائے گا۔ اس بات کو سن کر وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس بلا کو کسی طرح ان غریبوں کے سر سے ٹالنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر کاروان سرا میں آیا۔ اور اس کے پاس میدان میں بڑا سا گڑھا کھد وایا اور بہت سی سوکھی لکڑیوں سے پٹوا کر اس میں بیٹھا۔ جب پہر رات گئی تب وہ جانور آتے وقت نظر آیا کہ ایک پہاڑ سا چلا آتا ہے۔ جب نزدیک آیا حاتم نے پہچانا کہ اس جانور کا نام مثمن ہے آٹھ پاؤں اور سات سر رکھتا ہے۔ ایک سر ہاتھی کا سا ہے اور چھ سر شیر کے سے۔ چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل کا ہے اس میں نو آنکھیں ہیں۔ اگر اس کی بیچ کی آنکھ

کسی ضرب سے پھوٹ جائے تو یقین ہے یہاں سے بھاگے۔ اور کبھی اس طرف کو رخ نہ کرے۔ اتنے میں وہ منہ پھیلائے شہر کی طرف آپہنچا۔ لوگوں نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ بھڑکا دی اس کا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہ گیا وہ اِدھر اُدھر پھرنے لگا اور ایک آواز اس ہاتھی کے سر سے ایسی نکلی کہ تمام خلقت وہاں کی تھرتھرا گئی، اور ساری زمین کانپ اٹھی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس جا پہنچا کہ اس نے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ میں ترازو ہوگیا۔ وہ نیم بسمل کی طرح خاک پر تڑپنے لگا اور نعرے ایسے مارے کہ تمام جنگل تھرتھرا اٹھا یکایک ایسا اٹھ کر بھاگا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ حاتم اس غار سے نکلا اور باقی رات وہیں کاٹی۔

ترجمہ مطالعہ کرو

حاتم آنگاہ اندیشید کہ بارے شغال برائے زخم من مغز پر بروجانوران دشت مازندران آوردہ بود اینک مرا نیز باید کہ ہم در آں دشت بہ رسم این ال انگاشتہ از و رخصت گرفتہ بر منزل مقصود گام برداشت قدرے کہ رفت دید گرد خندق قلعہ انبار سوختنہا فراہم آوردہ آتش زدن را آمادہ اند ازین حال متفکر گردیدہ از یکے موجبش پرسید گفت جانورے نادر خلقت سراپا آفت از گرد و نواح روزانہ می آید و دو سہ آدم می خورد اگر ہمیں صورت طول گرفت آبادی بہ بربادی و خانمانی بویرانی گراید حاتم ایں را شنیدہ خواست کہ ایں مصیبت را از سر بیچارگاں بردارد و در کاروان سرائے فرود آمد۔ جلو آں خان در میدانے بامرش گوئے کندیدند او خود در آں نشستہ بالائش بنجار و چوب انباشتند حاتم از روزنے کہ داشت بدید کہ ہمچو کوہ روان می آید چوں فراز آمد بشناخت کہ آنرا شمن می گویند ہشت پا و ہفت سر دارد سر میانہ اش چوں سر فیل

دشتش سرباقیش چوں سرشیر بود ۔ سرفیلش نہ چشم داشت میانش را ضربے یا زخمے رسد و لشکند لا بداز ینجا رو بگریز نہد و باز نہ گردد دریں میان او دہن کشادہ بسوے شہر رسید ہماندم مردمان آتش در چوبہا زدند و یکایک آتش آنچناں زبانہ گرفت کہ قلعہ از نظر ناپدید گشت او مضطرب گردش نمود و صدائے ہولناک از سرفیل آنچناں بر آورد و برداشت کہ شہریان را لرزہ و زمین را زلزلہ گرفت ناگاہ آں اجل گرفتہ نزدیک حاتم رسید حاتم زود سوفار زہ کردہ چشم میان را ہدف ساختہ آں چناں کمان کشید و تیرے کشاد کہ تیرش تراز و گردید و آں سوگذرش نداد او نیم بسمل برخاک افتادہ غلطیدن گرفت و آنچناں نعرہ زد کہ روے دشت لرزید و یکبارہ از انجا برخاستہ گریخت و باز پس ندید و بانہ نگردید حاتم از گو خار بیروں آمدہ شب باقی ہمانجا گزاشت ۔

مشق ۲۳ - از تاریخ ہند صفحہ ۴۴

ہند کے حالات جو یونانیوں نے لکھے ہیں ان میں یہ امر نہایت عجیب ہے اول منو کی دھرم شاستر سے ان کے حالات کی مجمل مطابقت ۔ دوم اس وقت سے اب تک جو دو ہزار برس گزرے ہیں ان میں بہت کم تبدل ہونا ۔ سوم ہندؤں کی عادات اور حالت کا یونانیوں کو پسند آنا ۔ یونانیوں نے لکھا ہے کہ ایشیا میں جس قدر قوموں سے ہم کو کام پڑا ان میں سے ہند کے لوگ زیادہ بہادر تھے اور وہ زبان کے بھی بڑے سچے تھے ۔ انہوں نے ان کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ شراب نہیں پیتے تھے اور ہر ایک امر میں میانہ رو صلح اندیش سادگی و دیانت میں مشہور اور عدالت میں رجوع کرنے سے نفور تھے معلوم ہوتا ہے کہ ستی ہونے کا دستور ان میں جاری تو ہو گیا تھا مگر بہت کم تھا کیونکہ یونانی مورخ ارسطو بیولس نے لکھا ہے کہ میں نے ٹیکسلا میں وہاں کے جو جو

عجیب و غریب حالات سنے اُن میں سے ایک ستی ہونا بھی ہے۔

ترجمہ مطالعہ کرو

منجملہ چگونگیہائے ہند کہ یونانیان نگاشتہ اند اینہا عجیب تراند۔ اول مطابقت حالات ایشاں با دھرم شاستر منو دوم تغیر و تبدل نیافتن آنہا در اثنائے ایں روزگار دراز کہ دو ہزار سال است سوم اطوار و اوضاع ہندیاں یونانیاں را پسند خاطر افتادن۔ یونانیاں نوشتہ اند منجملہ اقوام آسیا کہ ما را بدیشاں سروکارے افتادہ ہندیان بہادر و دلاور و نیز راست گفتار بودند و ہم نسبت بدیشاں نوشتہ کہ میخوار نبودند و در جملہ امور میانہ رو و صلح جو و در سادگی و دیانت مشہور و در مقدمات و معاملات از رجوع بعدالت گریزاں و نفور بودند چناں می نماید کہ رسم ستی یعنے بالاشہ شوہر خویشتن زندہ سوختن اگرچہ در ایشاں آغاز یافتہ بود مگر بسیار کم۔ مورخ یونانی ارسٹوبیوس نوشتہ کہ من آنچہ در ٹیکسلا از رسوم عجائب و غرائب دیدم یکے از آنہا در پے شوہر جانسوزی ہم بود۔

مشق ۴۳ از تاریخ ہند صفحہ ۶۹

تیمور نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے کہ محمود تغلق کے ضعف سلطنت کے باعث اس میں اور اس کے امرا میں جو لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے ان کی وجہ سے مجھے ہند پر یورش کرنے کا حوصلہ ہوا۔ تیمور نے پہلے قلعہ ٹھیر پر حملہ کیا۔ یہاں کے حاکم نے اس سے صلح کر لی۔ اور دونوں کے باہم عہد و پیمان ہو گئے۔ مگر تیمور نے بد عہدی کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کرایا۔ پھر وہاں سے دہلی کی طرف روانہ ہوا فصیل شہر کے قریب محمود تغلق نے اس کا مقابلہ کیا مگر بالکل شکست کھائی۔ اور گجرات کی طرف بھاگ گیا

تیمور مظفر و منصور ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور رعایا کو امان دی۔ مگر دہلی میں ایک خفیف سا کہیں فساد برپا ہو گیا۔ اس پر تیمور نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ اور آپ تو پانچ روز تک خوب جشن کرتا رہا۔ اس کی فوج بیچاری رعایا کو قتل کرتی اور لوٹتی رہی۔ پھر جو لوگ بچ رہے تھے ان میں سے ہزاروں کو غلام کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ ان میں بہت سے نہایت شریف افغان امرا اور ہندوؤں کی عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پھر تیمور ہند سے واپس چلا گیا۔ کیونکہ اس کو اپنے ملک میں فساد برپا ہونے کا اندیشہ تھا۔ لکھا ہے کہ اس کا ایک ایک سپاہی ہند سے ڈیڑھ ڈیڑھ سو غلام لے گیا اور سپاہیوں کے لڑکے بیس بیس غلام اپنے واسطے الگ لے گئے اور لوٹ کے مال و اسباب کا تو کچھ حد و حساب ہی نہ تھا۔

ھدایت:۔ ترجمہ رنگین میں کسی قدر کمی بیشی لفظی جس سے مطالب و اصل احوال میں فرق نہ آئے مضائقہ نہیں رکھتی۔ جیسے ذیل کے ترجمہ سے عیاں ہو گا۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

تیمور در ملفوظات خود نوشتہ کہ بجہت ضعف سلطنت سلطان محمود تغلق و جنگ و فساد کہ مابین او و امراء وارکین او بپا بود مارا جرأت دجسارت یورش بسوئے ہند افتاد۔ تیمور نخست بر قلعہ بھٹنیر بتاخت امیرش بد و طریق مصالحت و مسالمت سپردہ تا عہد و پیمان امن و امان باہم قرار یافت مگر تیمور رشتہ پیمان گسیختہ۔ شمشیر کیں آہیختہ باشندگان آنجا را بحکم قتل عام درخاک و خون آمیختہ پس ازانجا اسپ نصرت و خنگ نہضت بسوئے شہر دہلی انگیختہ نزدیک فصیل محمود تغلق بمزاحمت و محاربت درآمد اما ہزیمت فاش یافتہ بسوئے گجرات گریخت تیمور مظفر و منصور بدہلی داخل گردید رعایا را امان داد و تیغ ستم

بہ نیام اندر کشید تا جائے فساد خفیف روے نمود۔ بریں افروختہ قتل عام را فرمان بداد۔ خویشتن تا پنج روز ساز جشن و عود و بزم می نواخت و فوج ستمکارہ رعایائے بیچارہ را عرضہ تاخت و تاراج و ہدف کشت و کشتار ساخت و از درماندگان ہزار ہا را بسلک عبودیت منسلک ساختہ کہ بسے از آنہا بانوان امرار افغان و شرفار ہندوان و بچگان نوزادگان او ستاں بودند باخود بردند۔ ازاں پس تیمور بسوے ملک خود مراجعت فرمود چہ فکر شر و فساد کہ در مملکتش سر بر زند لاحق حالش وجزو خیالش بود نوشتہ اند کہ از سربازاں ہر یک صد و پنجاہ کس و از پوران و پسران ایشاں ہر یک بست نفس جداگانہ باخود برد و اندازہ مال و متاع غنیمت بے حد و مر بود۔

مشق ۲۵ از تاریخ ہند صفحہ ۱۱۲

جس وقت احمد شاہ ابدالی پانی پت کے میدان پر مرہٹوں کو پامال کر رہا تھا اس وقت عالم شاہ ملک بہار میں انگریزوں سے لڑ رہا تھا۔ مگر اس سے اسکو کچھ حاصل نہ ہوا۔ اور انجام کار اس نے سرکار انگریزی کا پنشن خوار ہونا منظور کیا۔ اس کے بعد وہ چند سال آرام کے ساتھ الہ آباد میں رہا۔ مگر پھر مرہٹوں نے اُسے سکھا پڑھا کر اپنی طرف بلا لیا اور ضابطہ خاں کو جو اپنے باپ نجیب الدولہ کی جگہ وزیر اعظم تھا دہلی سے نکالنے پر آمادہ ہوتے۔ چنانچہ یہ ان کا منصوبہ پورا ہوا۔ اور اس وقت سے لے کر ۱۸۰۳ء تک جبکہ انگریزوں نے دلّی کو فتح کیا وہاں مرہٹوں کا خوب ڈنکا بجتا رہا۔ اس عرصہ میں ۱۸۸۸ء کے اندر صرف چند روز کے لئے پٹھانوں کا فریق پھر زبردست ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ تک شہر دہلی روہیلوں کے قبضہ میں رہا اور شاہ عالم بادشاہ کو بھی انہوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اس وقت روہیلوں کے سردار ضابطہ خاں کے بیٹے غلام قادر نے ایک

بڑی نالایق حرکت کی کہ اول تو شاہ عالم کے بیٹوں اور پوتوں کو بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے بڑی بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ پھر بیچارے بوڑھے بادشاہ کی آنکھیں خنجر سے نکال دیں۔ مگر چند ہی روز میں مرہٹے آن پہنچے۔ اور انہوں نے بادشاہ کو اس ظالم ستمگر کے ہاتھ سے چھڑایا۔ لیکن بادشاہ پھر بھی تنگدست اور بے اقتدار رہا آخر ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے مرہٹوں کے دوسرے جنگ میں شاہ عالم کو مرہٹوں کے پنجے سے چھڑا کر سرکار انگریزی کی طرف سے اس کی پنشن مقرر کر دی اس طرح اس وقت سے ہند کی سلطنت انگریزوں کے ہاتھ آگئی۔ غلام قادر نے جو ظلم کئے تھے وہ اس کے آگے آئے۔ کیونکہ سیندھیا نے اس کو پکڑ کر سخت اذیت پہنچائی۔ اور آخر اس کا سر قلم کر کے شاہ عالم کے قدموں پر رکھنے کو دہلی میں بھیجا۔

ترجمہ مطالعہ کرو

وقتیکہ احمد شاہ ابدالی بنا در دگاہ پانی پت مرہٹہ را خستہ و تباہ می ساخت شاہ عالم بملک بہار بمقابلہ انگریزاں بطعن و ضرب می پرداخت مگر او ازیں مقاتلہ و مجادلہ سودے ندید در مبارزہ و مناجزہ مقصودے نیافت و در انجام کار او را وظیفہ خواری سرکار انگریزی پذیرفتار گشت ازاں پس او چند سال بشہر الہ آباد بآرام و آسائش بسر برد و بس مرہٹہ او را در غلانیدہ سازش طراز داوہ باخود گرفتند و خواستند کہ ضابطہ خاں را کہ وراثت وزارت پدر خود نجیب الدولہ داشت از دہلی بدر کنند چنانچہ دریں منصوبہ کامیاب گردیدند امادہ ایشان بوقوع انجامید و لذیں ہنگام لغایت سنہ ہزار و ہشت صد و سہ عیسوی کہ انگریزاں بر دہلی مستولی شدند مرہٹہ را آنجا شان و شکوہ بود۔ در بینولا میان ہزار و ہفت صد و ہشتاد باز فریق افغاناں قوت گرفت تا ایشان شاہ عالم را ہم تحت

اختیار و اقتدار خود آور وند ایں ہنگام غلام قادر پسر ضابطہ خان سردار قوم رہیلہ حرکتے قبیح و فعلے شنیع بعمل آورد یکے آنکہ پسران و نواوان شاہ عالم را دو بہرد شیر سخت اذیتہا رسانید و دیگر چشم بیچارہ بزرگ بادشاہ بنوک خنجر برآورد وقتے دیر نبود کہ مرہٹہ رسیدند و بادشاہ را از دست ستمگار خلاص دادند تاہم بادشاہ نہایت تنگدست و بے اقتدار بود آخر در ۱۸۰۳ء لارڈ لیک در جنگ دوم مرہٹہ شاہ عالم را از دست مرہٹہ رہانیدہ از سرکار انگریزی وظیفہ برائے او مقرر فرمود ایں طور سلطنت ہند در تصرف انگریزاں آمد غلام قادر کہ ظلم و ستم روا داشتہ بود سزایش یافت چہ سیندھیا او را گرفتہ بانواع عذاب مبتلا ساختہ در آخر سرش بریدہ برائے در افگندن در پائے بادشاہ بدہلی فرستاد۔

مشق ۳۶ ۔ از تاریخ صفحہ ۱۳۶

تاریخ یورپ کے وسطی زمانہ میں جو آٹھویں صدی سے پندرہویں تک سمجھا جاتا ہے۔ یورپ کی ہند سے اکثر اس طریق پر تجارت رہی کہ بحیرہ روم کے کنارہ پر جو قومیں آباد تھیں وہ ملک مصر اور شام کی بندرگاہوں میں آکر ہند کی اجناس جو فارس یا بحیرہ قلزم کی راہ سے وہاں آتی تھیں خرید کر لے جاتی تھیں ان قوموں میں سے اخیر میں اہل وینس اور جنیوا اس تجارت میں بڑے سرگرم رہے پندرہویں صدی میں پرتگیزوں نے علم جہاز رانی میں علم یکتائی بلند کیا۔ اور ۱۴۹۸ء میں ان میں سے ایک صاحب کمال ناخدا نے جس کا نام واسکوڈی گاما تھا ساحل براعظم افریقہ کے گرد ہو کر ہند کا بحری راستہ دریافت کیا یہ پرتگیزوں کی بڑی خوش نصیبی تھی کیونکہ جس قدر تجارت ایشیا اور یورپ میں ہوتی تھی وہ سب اب سے پرتگیزوں کے ہاتھ میں آگئی۔ اور بہت عرصہ

تک انہیں کے قبضہ میں رہی واسکوڈی گاما اول کلی کوٹ پر پہنچا۔ یہ مقام گوا اور کوچین کے مابین ساحل ملیشیا پر واقع ہے۔ اس وقت یہ ایک چھوٹے سے رئیس رموزن کی ریاست سے متعلق تھا۔ پرتگیزوں نے اول اپنی بستیاں اسی ساحل پر بنانی شروع کیں۔ اور ہند کے راجاؤں نے ہرچند مزاحمت کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ پھر ہوتے ہوتے پرتگیزوں کی بستیاں ہند میں بڑھ گئیں۔ اس لئے شاہ پرتگال نے یہ مصلحت سمجھی کہ اپنا ایک نائب ہند میں مقرر کرے جو ان بستیوں کا فرمانروا ہے اور ہند کے راجاؤں اور بادشاہوں سے جو لڑائی جھگڑائی ہو اس کا بھی اہتمام کرے غرض دوسرا نائب ال بوکرک اعظم ۱۵۰۸ء میں یہاں آیا اور اس نے اول تو گوا فتح کیا جو آج کے دن تک پرتگیزوں کے پاس ہے پھر اور بہت سے مقاموں پر تسلط کیا مگر شاہ پرتگال نے بڑی ناشکری سے اس کو عالم ضعیفی میں عہدہ سے موقوف کر دیا۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

درعہد وسطی تاریخ انگلستان کہ مقدارش از آغاز ہشتم صدی عیسوی تا انجام پانزدہمش می شمارند اکثر انداز تجارت اروپہ بہ ہندیدیں وتیرہ بود کہ اقوامیکہ برساحل بحیرہ روم سکنی داشتند ایشاں برسواحل ملک مصر و شام آمدہ اجناس ہند راکہ براہ فارس وبحیرۂ قلزم آنجامی رسید خریدہ می بردند در آخر روزگار ازجملہ اقوام اہل وینہ واہل جنیوا را دریں تجارت شغلے وکسبے عظیم بود درصدی پانزدہم پرتگالاں درعلم جہازرانی علم یکتائی وسبقت برافراشتند و درسنہ ہزار وچہارصد ونود وہشت از میاں ملاح صاحب کمال کہ نامش واسکوڈی گاما بود گرد ساحل براعظم افریقہ گردیدہ طریق بحری ہند پدید آورد وایں بلندطالعی پرتگالاں باید شمرد از آنکہ ایددن چند آنکہ تجارت مابین اروپہ و آسیا می بود

بدست ایشاں افتاد و تا دیر ہمچناں بماند واسکوڈی نخستیں بر بلدہ کوٹ کلی رسید وایں مابین گوا و چین واقع ست و در حکومت بسر زبان خورد کہ زمورنش می گفتند تعلق داشت پرتقالاں اول اینجا طرح آبادیہا انداختند و تجارت و آبادانی پرداختند و مرزباناں و شاہان ہند ہرچند کہ بمزاحمت و مقاومت برخاستند سپر انداختند و روئے ناکامی برتافتند آخر چوں ولایات و پرگنات پرتقالاں بخاک ہند افزود شاہ پرتگال را مصلحت کار بر آں آورد کہ وزیرے ہند برایں مواضع از جانب خویش مقرر فرماید تا کار فرمانروائی و اہتمام جنگ کہ گاہے بگاہے با فرمان دہان ہند پیش آید برخود لازم گیرد غرض نائب دوم آل بوکرک اعظم در سنہ ہزار و پنج صد و ہشت عیسوی کہ در فرمان گذار آمد نخستیں مقام گوا را مفتوح ساخت و آں ہنوز در تصرف ایشانست و ما زبے دیگر ہم بدست آورد مگر شاہ پرتقال سال خوردۂ ناتواں را بہ ناسپاسی وحشت انگیز ازیں عہدۂ نیابت معزول ساخت۔

مشق ۳۷۔ از تاریخ ہند صفحہ ۱۷۲

اس کے ایک برس بعد بیگمات اودھ سے گورنر جنرل کو زرکثیر وصول ہوا اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب نواب وزیر زادہ نے ۱۷۷۵ء میں انتقال کیا تو بیگمات یعنی اس کی بیوی اور والدہ نے یہ کہا کہ نواب متوفی وصیت کر مرا ہے کہ اودھ کا سارا خزانہ ہم کو دیا جائے وارن ہسٹنگز کو تو اس کا یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبروں نے اس دعوے کو تسلیم کر کے خزانہ بیگمات کو دلوا دیا۔ اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خزانہ خالی ہوگیا۔ اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل سے آکر کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجھ کو دینا ہے اس

کے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت نہیں مگر ہاں بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو ادا کر سکتا ہوں۔ بیگمات پر اس وقت یہ بھی الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے مال و سپاہ دونوں سے چیت سنگھ کو مدد دی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ گورنر جنرل نے نواب اودھ کو اجازت دے دی کہ بیگمات سے وہ ۷۶ لاکھ روپیہ چھین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہ تحقیق نہیں کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے ماتحت کر لیا تھا اس کا ان کو کس قدر حق تھا مگر وارن ہیسٹنگز کا یہ فعل انصاف پر مبنی نہیں معلوم ہوتا۔ گورنر جنرل نے یہ کام خواہ برا کیا یا بھلا۔ مگر کمپنی کی طرف سے اس کو چیت سنگھ اور بیگمات اودھ کے مقدموں میں سخت سرزنش ہوئی اس وجہ سے وارن ہیسٹنگز نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ اور ۱۷۸۵ء میں ہند سے رخصت ہو کر ولایت چلا گیا وہاں اس کے دشمنوں نے ہند کے معاملات کی بابت اس پر مقدمہ کھڑا کیا دیوان وکلا کے رکن مستغیث بنے اور دیوان امرا میں اس کی خوب تحقیقات اور چھان بین ہوئی۔ یہ مقدمہ سات برس تک زیر تجویز رہا اور ایک بڑے نامی مقرر نے جس کا نام برک تھا بڑے زور شور سے اس پر الزام لگائے۔ لیکن آخر وارن ہیسٹنگز جرم سے بری ہو کر سرخرو ہوا۔ اس مقدمہ میں اس کا دس لاکھ روپیہ خرچ ہوا اس لئے وہ کسی قدر تنگدست تو ہو گیا مگر باقی عمر امن چین سے بسر کی۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

پس از سالے وزیر ہند را از بانوان اودھ زر کثیر و مال خطیر بدست افتاد تفصیلش آنکہ چوں نواب وزیر اودھ در سنہ ہزار و ہفتصد و ہفتاد و پنج رخت ازیں سرا فانی بربست بیگماتش یعنی زن و مادرش گفت کہ نواب متوفی وصیت نمود کہ ہمہ خزینہ اودھ بما سپردہ شود وارن ہسٹنگز را اگرچہ بادرش

نیامد مگر اہالی مجلس شوریٰ ادعائے شان مسلم داشتہ خزینہ خواستند بان وتصرف اوشان ساختہ و نواب جانشین را از مزاحمت و پرخاش برتافتہ انجامش آں شد کہ خزینہ تہی گردید و نواب را پشیزے نماند تا تنخواہ سرہنگاں واگزار دیا از عہدہ زر کمپنی برآید آخر نواب وزیر ہند را گفت آنچہ از زر کمپنی برمن واجب ست قوت ادایش ندارم بلے اگر بر خزینہ کہ بیگمات بتصرف خویش آوردہ اند دست یابم ادائے زر دین می توانم۔ نیز در بنولا بیگمات باعانت و امداد مالی و فوجی چیت سنگھ را ملزم و منسوب بودند خلاصہ وزیر ہند نواب را رخصت داد تا از بانوان ہفتاد و شش لک روپیات بزور گرفتہ زر سرکار ادا کند۔ اگرچہ تحقیق نیست کہ بیگمات در خزینہ مقبوضہ چنداں حق داشتند ولے ایں فعل وارن ہسٹنگز مبنی بر انصاف و انصاف نمی نماید۔ وزیر ہند خواہ نیکو کرد یا بد لیکن اگرچہ اواز جانب کمپنی در مقدمہ چیت سنگھ و بیگمات اودھ مورد سرزنشے کلاں و مصدر نکوہشے گراں گردید از ہمیں بود کہ در ۱۷۸۵ء از منصب خود مستعفی شدہ ہند را گذاشتہ سوئے ولایت شتافت۔ آنجا دشمنانش در معاملات ہند استغاثہ بروے دائر کردند ارکین دیوان وکلا مستغیث آمدند و در دیوان امراء داد تحقیق و تفتیش دادند و صورت مقدمہ تا ہفت سال زیر تجویز طول کشید۔ ویرک مقرر نامی بجد و جہد تمام دفعات جرم بروے عاید ساخت لیکن آخر کار ابر جرائمش منقشع گردید و آفتاب براتش از درونش بروں تابید و اگرچہ دریں مقدمہ مقدار خرچ صرفش تا بہ دہ لک رسیدہ واندکے تنگدستی و قلت مالی شامل حالش گردید مگر او عمر باقی خود در غایت عیش و راحت گزاشت۔

مشق ۲۸۔ از ترجمہ اورینٹل ریڈر۔

۱۸۳۵ء میں اس امر کے دریافت ہونے سے بڑی حیرت پیدا ہوئی

کہ ہماری رعایا میں ایک ایسی قوم کی قوم شامل ہے جو انسانی قربانی ایسی کثرت اور بے رحمی کے ساتھ کرتی ہے جس سے بڑھ کر کسی وحشی قوم میں کبھی نہ دیکھی گئی ہوگی اور سنہ مذکور سے آخر سنہ ۱۸۶۱ء تک ان ہولناک جرائم کے انسداد کے لئے بڑے بڑے لائق افسر زبردست کوششیں کرتے رہے۔

ابھی تک سرکار انگریزی نے باشندگان اضلاع کوہستانی موسومہ مالیہ واقع مابین دریائے مہاندی و گنجم کے ساتھ کچھ دست اندازی نہیں کی تھی بدیں وجہ تجویز مجوزہ پر عمل کرنے میں یعنے بلا زور شمشیر ایک قوم کی قوم کے سخت مضبوط اعتقاد جاہلانہ کو ان کے دلوں سے کھود کر پھینک دینے میں دقت اور بھی بڑھی یہ امید تھی کہ سرداروں کے ذریعہ سے کچھ ممکن ہو مگر معلوم ہوا کہ پہاڑی کھاندوں پر برائے نام ان کو اختیار حاصل تھا۔ ان انسانی قربانیوں کو جنہیں کھاند لوگ مریہ کہتے تھے اس ملک کے وبائی عوارض میں داخل سمجھنا چاہیئے جن کا کامل انسداد برٹش گورنمنٹ کی زبردست حکومت اور عاقلانہ کارروائی نے کر دیا ہے۔ یہی نہیں کہ قربانیاں مسدود ہو گئی ہوں۔ بلکہ لوگوں کی طبیعت اس خوف اور جاہلانہ اعتقاد سے پاک کر دے گی۔ جو باعث ان قربانیوں کا تھا۔ مگر ان کھانڈوں کے حالات کا بیان کامل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ ہیبت ناک اور ساحرانہ مریہ کے قربانی کا ذکر نہ کیا جائے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے

در سنہ ہزار و ہشتصد و سی و پنج عیسوی چوں دانستہ شد کہ در قلمرو ما یک قومیست کہ قربانی انسانی بداں بے رحمی و سنگدلی بعمل می آورند کہ مثلش گاہے در ہیچ یک از اقوام وحشیہ دیدہ نشدہ حیرتے گراں رو داد و دل در شگفت افتاد آخر تا او اخر سنہ ۱۸۶۱ء برائے انسداد ایں جرائم ہولناک مردان ذی اقتدار

وکارپردازان عالی مقدار تدابیر لایقه وجیل فائقه بکار بردند اما ازانجا که سرکار انگریزی که ہنوز در معاملات و امور باشندگان اضلاع کوہستانی موسومه بمالیه که مابین دریائے مہاندی و گنجم واقع ست دست مداخلت نینداخته بود ازیں جہت در بکار آوردن تجاویز مجوزه یعنے دربرون افگندن اذعان راسخ و برکندن اعتقاد پرجہالت از سنگدلہائے یک قوم ناموزوں بدوں اینکه شمشیر کیں آہیخته وخون بے دریغ ریخته شود اشکالے مزید افزود وصعوبتے مالایزید رونمود گمان بود که بتوسل سرکردگان قوم کار برآید مگر در انجام کار بظہور پیوست که دسترس اعیان بر قوم کھانڈ بجز نامے بیش نیست ایں قربانیہائے انسانی را که قوم کھانڈ امریه می نامیدند و از منجمله عوارض وبائی آں ملک باید شمرد استیلاء حکومت برطانیه و استقامت رائے وتدبیرش انسداد واستیصالش بپایه کمال زوالش رسانید وہمیں نبود که ایں رسوم قبیحه انسداد یافت بلکه طباع مردمان ازاں خیالات فاسده ونقوذ اوہام کاسده واہوال باطله واوہال لاطائله که موجب ایں سرد مہریہا بود پاک وصاف گردانید و انکشاف احوال ایں قوم چنانچه باید صورت نه بندد تا ذکر صورت قربانی مریه وحشت انگیز ودہشت ناک نقش بیان نه پزیرد۔

مشق ۲۹ - تفصیل بیان مذکور

کھانڈ لوگ محض زراعتی پیشه کے آدمی ہیں اور ان کے اعتقاد کے جمله صول زمین کی زرخیزی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دو فرقه ہیں ایک (بورا) جو قادر مطلق کی بورا کے نام کی پرستش کرتے ہیں اور انسانی قربانی سے کامل نفرت کرتے ہیں دوسرا فرقه زمین کی دیوی تاری نامی کو پوجتا ہے۔ جس کی نسبت وه بیان کرتا ہے که اس نے زمین شور پر اپنا خون بہاکر اپنے معتقدین کے لئے اُسے زرخیز بنا دیا اور یه تاکید کی که اس کی شان میں سالانه انسانی قربانی کرکے زرخیزی زمین

قائم رکھی جائے۔ تاری پوجنے والوں کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی قربانی کو خرید کر کے لائیں اور تاوقتیکہ زرِ قیمت دے کر نہ لئے جائیں وہ دیبی کی درگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتی تھی قاعدہ تھا کہ ان کی قوم میں سے قربانی کے لئے آدمی میسر نہیں ہوسکتے تھے۔ پس مریہ اکثر دیگر قوم سے خرید کر کے لائے جاتے تھے مگر کبھی کبھی خرابی موسم کے وقت کھانڈ لوگ اپنے ہی بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ اور یہ بچے جائز تھا کہ بطور مریہ کے خریدے جا سکیں دیگر قوموں میں سے قربانی کے لئے آدمی حاصل کرنے کے لئے ایجنٹ عموماً قوم پان یا پنوا جو مخلوط العقاید ہندو ہیں اور محالات باجگذار کی آبادی میں پن یا پنوا اور گندا اور پنکا کے مختلف ناموں سے جابجا پائے جاتے ہیں نوکر رکھے جاتے تھے بعض اوقات یہ گماشتے خرید کرتے تھے اور بسا اوقات چرائے جا کر کھانڈوں کے ہاتھ بیچ ڈالتے تھے اور ایسے کمینہ ہو گئے تھے کہ کہیں کہیں اپنے بچوں کو بھی دیدہ و دانستہ سمجھ کر کہ ان کی قربانی کی جائے گی بیچتے تھے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

ہمانا پیشہ قوم کھانڈ محض فلاحت و زراعت ست و جملہ اصول اعتقاد و ارادت شاں ہم بہ سرسبزی و زرخیزی زمین آویختہ۔ دو گروہ اند یکے دبورا ہ کہ قادر مطلق را بنام بورا می پرستند و از قربانی انسانی سخت متنفر و بیزارند۔ گروہ دیگر دیوی زمین مسمات تاری را سر پرستش برزمین عبادتش می نہند و نسبت بدو می گویند کہ او از بہر مریداں و معتقداں خود خونِ خویشتن ریختہ زمین شور راکشت زار ساختہ بر ایشاں لازم گردانید کہ ہر سال بدرگاہ عظمتش یک جان انسان نذر دادہ سرسبزی زمین ہمچناں داشتہ شود مریانِ تاری راحسب فروع مذہب واجب بود کہ قربانی خود خریدہ بیارند و بدوں ادائے

زر قیمت قربانی مریداں بدرگاه دیوی رائیگاں ونامقبول گردد۔ ظاہر است کہ خود در قوم شاں آدم قربانی بدست نمی افتاد ناچار مریہ از اقوام دیگر آوردہ می شد مگر گاہے کہ از زبونی موسم و ناموزونی ہنگام مردم بہ فروختن بچہائے خویش مجبور می شدند و روا بود کہ بطور مریہ ایں بچہا خریدہ شوند و برائے بہم رسانیدن مریہا از دیگر اقوام عموماً مردم قوم پان یا پنوا کہ ہندوان مخلوط العقائد اند و از آبادی محالات باجگذار و در جاہائے مختلف باسمائے بن یا پنوا چک پنکا دگندا یافتہ می شوند گماشتہ می شدند ایں گماشتگان گاہے می خریدند و بسا اوقات بدزدی بودہ بدست کھانڈاں می فروختند و دونی شاں بداں پایہ رسیدہ بود کہ گاہے بچہائے خویش را دیدہ و دانستہ برائے ایں کار ناہنجار می فروختند۔

مشق ۳۰ قصہ مذکور

دس بارہ روز قبل یوم قربانی کے قربانی کیے جانے والے شخص کے بال جو ابھی تک بغیر بنے ہوئے رہتے تھے کاٹے جاتے تھے۔ اور گاؤں والے بہ ادھو کہ پجاری کے ہمراہ متبرک باغ کو جاتے تھے جو دیبی کو نام سے کر پکارتا ہے۔ اور بآواز بلند اس سے کہتا ہے کہ لوگ اس کی مرغوب الطبع غذا تیار کر رہے ہیں۔ اور اس کے بالعوض اس کی عنایت کے خواستگار ہیں۔ تین دن تک جشن رہتا ہے اور یہ وقت مطلق العنانی و دعوت سخت مے نوشی اور وحشیانہ ناچ کود کا ہوتا ہے جشن کا جوش طبیعت میں دیبی جی کے الہام سے ہوتا ہے۔ اور جس کا رکنا داخل گناہ ہوگا۔

دوسرے دن قربانی والے شخص کو جو شام سے برت رکھے رہتا ہے۔ بڑی احتیاط سے نہلاتے ہیں اور نئے کپڑے پہنا کر سنجیدہ جلوس کے ساتھ ناچتے بجاتے ہوئے گاؤں سے مریہ باغ کو لے جاتے ہیں۔ اس جھوٹے سے محفوظ

باغ کی نسبت ان کا عقیدہ ہے کہ ابتدائے زمانہ کے اس عظیم الشان باغ کا باقیماندہ حصہ ہے جو ارواح مرحومین کے مسکن ہونے کی غرض سے کلہاڑی کی ضرب سے محفوظ رہا ہے۔ باغ کے عین وسطی حصہ میں بعض اوقات دو جھاڑیوں کے درمیان ایک بیٹھک بنائی جاتی ہے۔ جس پر پجاری اس کو بٹھا کر باندھ دیتا ہے۔ بعد اس کے تیل گھی ہلدی اس کے مل جاتی ہے اور پھولوں سے مزین کر کے اس کی پرستش کی جاتی ہے اس کے پوجنے والوں میں کوئی نہ کوئی اس جسم متبرک کا کوئی جزو حاصل کرنے کے لئے بڑی رقابت پیدا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ جو روغن اس کے ملا گیا تھا اس کا حصہ بھی مل جانا داخل ثواب ہے وہ تمام رات اس حالت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور جشن اور دعوت تواضع مطلق العنانی کے ساتھ مثل شب گزشتہ کے پھر شروع ہوتا ہے اور مہیب بدمستی کے شور و غل سے ہوا گونج جاتی ہے۔ تیسرے دن دوپہر کے وقت یہ رسمیات ختم ہوتی ہیں اور لوگوں کا مجمع قربانی کے لئے بڑا سامعہ خراش غوغا مچاتے ہوئے اور سخت آہنگ باجا بجاتے ہوئے جاتا ہے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

دہ دوازدہ روز پیشتر از روز قربانی موہائے شخص قربان کہ ہنوز ناپیراستہ بودند تراشیدہ می شد۔ روستائیاں تن و بدن شستہ ہمراہ میفے بر روضہ متبرک می روند تا مغ نام دیبی را بآواز بلند خواندہ می گوید کہ مریدانش غذائے خوشگوارش از برائے او آمادہ می نمایند و در عوضش مہر و نفضلش را خواستگارند۔ سہ روز بازار جشن و طرب را روز بازار و بآزادی تمام دعوت گرم مے نوشی و مجلس مہیب رقص و سرود بر روئے کار می ماند جوش و خروش جشن یعنی سرخوشی سرد رو جور و میخواری درامشگری در طباع مردم اینک بالہام دیبی می انگارند و باز داشتنش از جملہ آنکا گناہ پندارند۔

روز دیگر شخص قربان را کہ از سر شام روزہ دارست با حتیاط تمام غسل دادہ نو جامہا پوشانیدہ با جلوس سنجیدہ رقصان و سرایان پا کوبان و نے نوازان از دیہ بباغ مریہ می روند۔ لنسبت این گلزار خود عقیدہ شان برین منوالست کہ این محفوظ حصہ چمن ازان بستان کلان ست کہ بجہت آرام گاہ ارواح مرحومین از ضربہائے تبر محفوظ و مصئون ماندہ است۔ در حصہ وسطی این باغ بعض اوقات میان دو خانہ بوتہ وزود گاہے با مجلسے ساختہ می شود۔ مغ اوبران نشاندہ دست و پائیش بستہ روغن زرد و سیاہ و زرد چوبہ سائیدہ بران مالیدہ سر و گردنش بگلہا آراستہ اماجگاہ پرستش می سازند۔ پرستندگان از دو اگرفتن جزوے از اجزاء آں جسم متبرک در رشک و رقابت می افتند تا اینکہ وصول جزوے از روغن مالیدہ اش را ہم حصول ثواب پندارند بیچارہ این طور ہمہ شب گزاشتہ و تائے دوش شب گزشتہ ہمان آئین داشتہ می شود ہائے و ہوئے بدمستی و شور و غل آدم پرستی باور اپر غوغا می سازند روز سوم وقت چاشت این رسوم وحشت انگیز و دہشت آمیز اختتام پذیرد و انبوہ مرشدان با غوغائے سامعہ خراش و ساز و آہنگ جگر تراش برائے قربانی مریہ می روند۔

مشق ۳۱۔ قصہ بالا

چونکہ قربانی کے شخص کا پا بزنجیر ہو کر قربانی کیا جانا نا موزوں خیال کیا جاتا ہے لہذا اس کے ہاتھ پیر توڑ دیئے جاتے ہیں یا افیون کھلا کر بیہوش کر دیا جاتا ہے تاکہ بھاگ نہ جائے۔ جیسا کہ اکثر وقوع میں آیا۔ زمین کی دیبی کی درگاہ میں پجاری دعائیں کرتا ہے کہ غلہ سے پر کہتہ عطا ہوں بچے مویشی سور اور مرغ کی ترقی ہو علاوہ بریں ہر شخص اعطار مراد کے لیے جو اس وقت اس کے دل میں بکمال خواہش ہوتی ہے۔ استدعا کرتا ہے بعدہ پجاری آغاز قربانی کے حالات اور اس کے جاری رکھنے

کی ضرورت بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد حسب تحریر مصنف بالخصوص کہ جس سے میں نے ان حالات کا اقتباس کیا ہے ایک طول طویل اور کسی قدر رقت انگیز مگر مدلل تقریر مابین بچاری اور مریہ کے ہوتی ہے۔ اس مقابلہ میں مسبوق الذکر بچاری تو اس بات کو ثابت کرنا چاہتا ہے کہ قربانی والے شخص کو ایسے معاملہ میں جو مفید بنی نوع انسان ہے باطمینان وصبر جان بحق تسلیم ہونا واجب ہے۔ اور یہ کہ وہ کسی طرح کی شکایت نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی لئے کھانڈوں کا زرخرید ہے۔ لیکن آخرالذکر مریہ اس امر کے ثابت کرنے کا مقصد رکھتا ہے کہ اس نے اپنی فروخت کے وقت اپنی رضا و رغبت ظاہر نہیں کی لیکن یہ سمجھ کر کہ بطور مزدوری کے خرید کیا گیا ہے وہ ہمیشہ اپنے آقا کا ایماندار ی سے کام کرتا رہا۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

چوں شخص قربان را پابزنجیر گشتن ناموزوں پندارند لاوبریں نحست پادست و پایش شکنند یا تریاک خورانیدہ مست وبیہوش گردانند تا گریختہ ازدست نرود چنانچہ پیشتر بوقوع آمد۔ مغ بدرگاہ دیبی زمین استدعامی کند کہ ذخیرہا ے غلہ فراواں عطا شوند ودر بچگان ومواشی وخنزیر ومرغ افزائش شود۔ علاوہ ہر کس ہرچہ در دل زخواہش ومراد دارد۔ دریں ہنگام خواہاں وطلبگار آید سپس مغ آغاز رسم قربانی وضرورت بپا داشتنش وامی نماید باز حسب تحریر مصنف و آنچہ ازاں من اقتباس کردہ ام گفتگو ے دراز واندکے درد انگیز مگر مدلل ومبرہن مابین مغ ومریہ واقع می شود دریں مجادلہ مغ مسبوق الذکر چناں ثابت می کند کہ مرد قربان را درامرے کہ مفید عام ونافع انام ست بطمانیت قلب وصبر وتحمل جاں بحق تسلیم باید کرد او بوجہے ازوجوہ حق شکایت ندارد چہ او بہمیں جہت زر خرید قوم کھانڈ ست مگر آخرالذکر مریہ ایں گونہ استدلال می آرد کہ او بوقت

خرید و فروخت رضا و رغبت خود بظہور رسیداو ردہ ولے بدیں اندیشہ کہ برائے کار خدمت خریدہ شدہ پیوستہ درسجا آوردن خدمات آقائے خویش دیانت وفرمانبرداری واطاعت دفرمان پذیری را بکار برد ہ۔

مشق ۳۲۔ قصہ مذکور

زمین کی دیبی کو قربانی مختلف طریقوں سے چڑھائی جاتی ہے بلکہ جملہ طریق وحشیانہ ہیں۔ فی الحقیقت وحشیانہ لفظ اس کی نسبت کہنا تو نہایت ملائم لفظ ہوگا۔ میجر میکفرسن صاحب نے بیان حسب ذیل تحریر کیا ہے بچاری مقدم دیہہ و دیگر ایک بزرگوں کی مدد سے سبز درخت کی ایک شاخ لاتا ہے جو بیچ تک کئی فٹ پھٹی ہوتی ہے اس دوشاخہ میں وہ مریہ کو زبردستی بٹھاتے ہیں۔ اور بعض اضلاع میں رسّی میں اس کی گردن پھانس دیتے ہیں بعدہ اس بلی کے کھلے ہوئے سرے کی طرف رسیاں لپیٹی جاتی ہیں۔ جس کو پجاری بمدد مددگاران اپنا کل زور صرف کرکے بند کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر وہ اپنی تبر سے مریہ کو ذرا زخمی کردیتا ہے اور اس اشارہ پر کل مجمع اس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور بجز سر اور آنتوں کے اس کے استخوان سے بوٹی بوٹی گوشت نکال لیتا ہے اور ایک بھیڑ کی قربانی کرکے باقیماندہ لاش دوسرے روز چتا پر رکھ کر جلادی جاتی ہے خاک کھیتوں میں بچھائی جاتی ہے یا اس کالیس مکانوں یا کوٹھاروں کے صحن لیپنے کے لئے بنایا جاتا ہے بعد ازاں قربانی والے شخص کے باپ کو یا اس کے لانے والے کو ایک بیل دیا جاتا ہے اور ایک بیل قربانی کرکے دعوت کے دن کھایا جاتا ہے جس سے یہ رسم اختتام کو پہنچتی ہے انسانی قربانی کے سال بھر بعد خونخوار دیبی تاری پنیا کو ایک سور کی قربانی کرکے پھر اپنی یاد دلاتے ہیں۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

دیہی زین را نذر قربانی بطرز ہائے گوناگوں دادہ می شود و لے ہمہ وحشت انگیز بلکہ نسبت بدو لفظ وحشت گفتن خیلے نرم ست کہ اصل مدلول وانمی نماید آنچہ میجر میکفرسن نگاشتہ ایں ست کہ بیخ مقدم دیہہ و دیگرے یک یا بیشتر شاخ سبز کہ تا میان چند وجب دریدہ بود آوردن مریہ را بزور دراں بنشانند و در بعض اضلاع رسن در گلویش کشند باز بر سر دریدہ اش رسنہا پیچند سپس بیخ یا بند گاران خود جنبیک بلغ بہم سازند تا شاخہا بہم پیوندد مریہ دراں بہم شکنند یا در بستر خویش مریہ را تختے می رسانند و بریں کرشمہ ہا انبوہ بر آں میریزند و بیخیز سر دروہا پر استخوانش پارہ گوشت نمی گذارند روز دیگر یک میش آشتہ لاشہ وا ماندہ را بر انبار چوب سوختہ و خاکسترش در کشتزارہا پاشیدہ واز اں اندودنی وانداییدنی برائے گندم ہا و خانہا ساختہ می شود ایندوں پدر مریہ را یا آوردن گانش را گاوے نر بخشند و گاوے دیگر کشتہ روز دعوت می خورند وایں پستریں رسوم قربانی است سالے بعد از قربانی انسانی خونخوار دیہی تاری چنا را بہ قربانی خوک خویشتن را یا دوہا نمد ۔

مشق ۳۳ ۔ قصۂ مذکور

میجر میکفرسن یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ بعض اضلاع میں مریہ کو آہستہ آہستہ آگ کے ذریعہ سے ہلاک کرتے ہیں اس امید سے کہ جسقدر زیادہ اشک اس کے نکلیں گے اسی قدر کثرت کے ساتھ بارش ہوگی ۔ ۱۸۳۶ء میں گورنمنٹ نے اول اول ان رسوم مذموم کے انسداد کے لیئے کوشش کی پہلی تجویز جو عمل میں لائی گئی وہ یہ ہے کہ مریہ یا قربانی کیئے جانے والے شخص وقت قربانی سے پیشتر کھانڈوں کو ترغیب دے کرے لیئے جائیں مگر یہ طریقہ کار آمد نہ ہوا کیونکہ جب ہی کہ پرانے آدمی لے لیئے گئے ویسے ہی نئے خرید لیئے جاتے تھے آخر یہ معلوم ہوا کہ زور شمشیر کے سوائے کوئی تدبیر کار آمد نہ ہوگی ۔ اور جو ہنگامہ دو چار جگہ پیدا ہوا اس کے

دفعیہ کے واسطے فوج کو کام میں لانا پڑا رفتہ رفتہ کھانڈوں نے اس حالت کو قبول کیا اور قربانی کے لئے بچہ خریدنے کے خرچ سے سبکدوشی پانے پر بڑی مسرت ظاہر کی جبھی ان کو معلوم ہوگیا کہ زمین سے پیدا وار بلا رسوم خونریزی کے ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ ان کے ادا کرنے سے ہوتی تھی۔

کھانڈوں کے کوہستان میں انسان کی قربانی مسدود کئے جانے کے بعد اس امر کے دریافت ہونے سے نہایت تعجب ہوا کہ رسم زبون ترائی کے ملک میں بھی جاری ہے۔ اور جو ایجنٹ اس کے انسداد کے لئے وہاں مقرر ہوا اس کو بمقابلہ کھانڈوں کے شائستہ اور تعلیم یافتہ لوگوں سے نہ کہ نیم وحشی اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تعجب نہیں اگر کھانڈوں کا لگاؤ ہو۔ قربانی والے شخص کوئی عموماً قوم لوڑ کے ہوا کرتے تھے جن کو ان کے والدین ہی خود بیچ دیتے تھے۔ ملکاکڈھی کے قصبہ میں تعداداً سو بچے قربانی کے لئے جمع کئے ہوئے پائے گئے۔ جو سرکار کے حوالہ کر دیئے گئے

ترجمہ کا مطالعہ کرو

میجر موصوف نیز ابراز نمودہ کہ در بعض اضلاع مریہ را آہستہ آہستہ تاب آتش می کشند بداں اندیشہ کہ چنداں کہ اشک سوزانش بزمیں ریزد ہمانقدر مژگاں سحاب فرو بارد و کشت آرزو منداں سبزہ زار گردد۔ در ۱۸۳۷ء نخست حکومت انگلشیہ برائے انسداد ایں رسوم مذموم سعی بکار برد منجملہ تدابیرش یکے آنکہ اشخاص قربانی را پیش از وقت بطمع و ترغیب نیک از کھانڈاں بازگیرد مگر ایں سود مند نیفتاد۔ چہ اگرچند وا گرفتہ شدند۔ باز نو خریدہ بجرا انست آوردند آخر جز زور شمشیر تدبیرے از تدابیر روئے خیر نہ نمود و اگر دوسہ جا ہنگامہ فساد بپا شد بپامردی مردان کار پراگندہ گردید آخر الامر کھانڈاں ترک رسم را سر تسلیم خم کردند و از سبکدوشی مخارج خرید بچہ ہا اظہار مسرت و شادمانی نمودند۔ زود بر

ایشاں روشن گشت کہ پیداوار زمین بدوں رسوم خونریزی ہیچاں ست کہ بادا ے رسوم پندارند بعد ازانکہ در کوہستان کھانڈاں ایں رسم بد آئین انسداد یافت حیرتے رو داد چوں بظہور پیوست کہ ایں رسم قبیح در ملک ترائی نیز رواج دارد و عاملیکہ برائے انسدادش نظر یافت او را با نیم وحشیاں اتفاق مزاحمت نیفتاد بلکہ آنانکہ از کھانڈاں بیشتر دانش و شائستگی داشتند چہ عجب اگر از قوم کھانڈ وابستگی داشتہ باشند عموماً اشخاص قربانی از قوم تھورمی بودند کہ خود پدران آنہا می فروختند در قصبہ ملکا گڈھی صدہا برائے ایں کار ناہنجار فراہم بود جملہ بسرکار انگریزی سپردہ شدند۔

مشق ۴۳۔ از کتاب انگریزی

خلوص باطنی و رسوم ظاہری۔ جو لوگ جسم کو ہلاک کرکے اپنے تئیں مہاتما کہتے ہیں وہ بھی اپنا جذام دل رفع نہیں کر سکتے اگر تم چیونٹیوں کے بھٹہ کی صرف ظاہری حصہ کو توڑ ڈالو تو یہ ممکن نہیں کہ جو مار اس کے اندر مسکن گزیں ہے مرجائے۔ جو لوگ زائر بنکر خدا کی تلاش میں غیر ملکوں میں جاتے ہیں وہ مثل اس گلہ بان کے ہیں۔ جو اپنی گوسفند زیر بغل کو گلہ میں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ گنگا میں کوا نہا کر ہنس بن جائے۔ شعب دنیا سے مجھے بالکل دھو کر صاف کر۔ اور گناہ سے مجھے پامال کر۔ اے خدا نیا دل مجھ میں پیدا کر اور طبع مستقیم از سر نو عطا کر۔ تو قربانی سے خوش نہیں ہوتا۔ ورنہ میں قربانی چڑھاتا۔ تجھے بخور سے حظ حاصل نہیں ہوتا۔ عمدہ قربانی خدا کے لئے عاجز اور منکسر طبیعت ہے خدایا منکسر اور پشیمان دل کو تو حقیر نہ سمجھنا۔ سر اور داڑھی منڈوانے سے کیا فائدہ اگر تیز و تند وساوس نفسانی سے سینہ میں کشاکش رہے باطنی اجزار پر چا تو چلا اور باقی ماندہ کے بدشکل ہو جانے کا خیال نہ کرو۔ پیشتر دل سے غرور اور خواہشات نفسانی کا استیصال کرو تب ممکن ہے کہ انسان واقعی پاک ہو۔ نوجوان کو اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے تیرے کلام کی پیروی کرنے

کے سوائے کوئی دوسرا طریقہ نہیں۔ مختلف قسم کے آسن جمانا اور اعضا کو مروڑنا مذہب نہیں۔ بلکہ کشتی لڑنے والے کی ورزش ہے۔ تو انسان پچاس میں کے فاصلہ پر چلا جائے مگر اس کا گناہ اس کے ہمراہ ہے۔ کیا جام شراب کی بو پیشانی پر بھبھوت لگانے سے جا سکتی ہے اور کیا زنار ترتیب گلو کرنے سے نئی پیدائش ہو جاتی ہے۔ کیا بل کو پیٹنے سے سانپ مر جاتا ہے اور جسم کو اذیت پہنچانے سے نجات مل جاتی ہے کیا کوئی دور دراز ملکوں کو اپنے سے بھاگ سکتا ہے۔ میں کہیں جاؤں برف نخل سوز زندگی یعنی وہی شیطانی خیال میرے ہمراہ ہے۔ جٹا دار بال یا حسب نسب یا پیشانی کی تلک سے آدمی برہمن نہیں بن سکتا جس شخص میں اوصاف راستبازی اور صلاحیت کے ہیں وہی حقیقی برہمن ہے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

خلوص باطنی و رسوم ظاہری۔ آنانکہ تن و بدن در شکنجہ بلا کشیدہ خود را مہا تما خوانند ہرگز خدا م دل ریخ و دفع نتوانند ساخت اگر روے سوراخ مور ہا تشکنند ہیچ بہا یابیکہ دل وش جا گزیں ہست کشتہ نگردد۔ کسانیکہ برنگ زائر در تلاش خدا و ند بممالک دیگر سفر کنند چنان گاہ باشند کہ گوسفند در بغل داشتہ در گاہ جستجویش نمایند۔ زاغ در گنگا بتن شوی ہنس یعنی بط سفید نگردد و اگر کسے ہزار خرمہرہا بہ بنارس بردگنا مش ہیچ نگزارد۔ اے ایزد پاک دلم از شعب دنیا صاف و از آلائش گناہ پاک کن۔ اے خدا تو ضمیرم و طبع سلیم بخش اگر تو قربان خواستی نذرش کردمے و اگر بخود پسندیدی دریغ نہ نمودمے۔ قربانی برگزیدہ اش طبع منکسر و دلی شکستہ با رضا طبع مطیع و فرمان پذیر و دل نادم و پشیمان را از نظر کرم مپسند از بہر دین بیش ہر کردہ چہ سود بردہ آنکہ دلش مردہ و در فضاے سینہ اش خطرات شیطانی مرد۔ پاہ بر اجزا ء درونی بکار و دوان کن و بر شکل متغیر

خیال و تصور رواں کن خواہشات نفسانی از دل ودماغ بسوز پس ازاں شمائل ملکی وخصائل انسانی اندوز

جوانمرد را صفائی راہ جز پیروی کلام پاک بدست حصول نیفتد تن را بوضع گوناگوں بیچیدن راہ نیست ورزش کشتی گیر ست ہر دو ہر کجا کہ دوہ گوتا بہ پنجاہ میل سفر کنند کرد ہا بیش دامن او گزاشتہ برنگرد و بوے جام نرود گرچہ ہزار صندل مہاتمی بر پیشانی مالد۔ از زنار درگلو انداختن تو زندگی و پیدائش نیاید ساختن از سوراخ مار کوفتن مار نمیرد و برتن اذیت کشیدن گلہائے نجات بر سر نریزد از موہائے مرغولہ دار یا حسب نسب یا صندل جبیں مرو برہمن نتواند گردید۔ بلکہ راست بازی وصلاحیت اصل برہمنی ست۔

مشق ۳۵۔ بیان بالا مذکور

جو لوگ اپنے ادائے فرائض میں دل وجان سے مصروف ہیں۔ اور جن کی راہ وروش مستقیم اور بے داغ ہے اور جو نیک ہیں اور نیکی کے طریقہ پر چلتے ہیں انہی کی ذات سے قربانی کا فعل صادر ہوتا ہے، گو وہ قربانی در اصل نہیں کرتے۔ میں نے شاستروں کو چھان ڈالا اور عبادت وریاضت بہت کی مگر چند ہی گوہر دستیاب ہوئے شب وروز کی طہارت نے دل کی ناپاکی کو دور نہیں کیا جس کے رشتہ مباشرت میں محبت اور صفائی کے دانے پڑے ہوئے ہیں اس کو کسی تسبیح کی ضرورت نہیں جو نفس ہوا وہوس کی برائیوں سے آلودہ ہے اس کو روحانی تسلی نہ مطالعہ وید سے نہ قربانیوں سے نہ پابندی صوم وصلوٰۃ سے اور نہ ریاضت دینی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ شہوت کی جھاڑی میں بے کم گزرنا آسان مت خیال کرو کیونکہ اس میں پلنگ در چھپا بیٹھا رہتا ہے صفائی انسان کے لئے بڑی نعمت ہے اور یہ صفائی بپابندی قانون ایزدی اس

شخص کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے نفس کو نیک خیال نیک اقوال نیک اعمال سے صیقل کرتا ہے۔ کون چیزیں لے کر خدا کے سامنے آؤں اور دو زانو ہو کر اس کی تعظیم بجا لاؤں۔ کیا میں وہ چیزیں لاؤں جن کے جلانے سے بخور پیدا ہو یا ایک سال کے بچھڑے یا ہزاروں بھیڑوں کے بچے یا روغن کے دریا کے دریا یا اپنے فرزند اکبر کو اپنی بداعمالی کے بدلے یعنی جسمانی ثمر کو اپنی روح کے گناہ کے معاوضہ میں لا کر چڑھاؤں۔ اے انسان خدا نے تجھے ظاہر کر دیا ہے کہ کیا کرنا عمدہ ہے تیرا مالک خدا تجھ سے سوا اس کے اور کیا چاہتا ہے کہ تو انصاف کر اور رحم کو عزیز رکھ اور عجز و انکسار سے اس کے نقش قدم پر چل۔ خدا کے نزدیک پاک و صاف مذہب یہ ہے کہ مصیبت زدہ یتیموں اور بیواؤں کے پاس جا کر مدد کرنا اور دنیوی برائیوں سے اپنے آپ کو بے داغ رکھو۔ جو مذہبی پوجا پاٹ نام حاصل کرنے یا طہارت دکھانے کی غرض سے کیا جاتا ہے وہ بے قدر و قیمت ہے اور خبیث روح کی خسیس ترین حرکات کا نتیجہ ہے۔ بے وقوفانہ اصولوں کی پابندی کر کے انسان جو ریاضت کرتا ہے یا جو اذیت اپنے جسم خواہ دوسروں کو پہنچاتا ہے ان سب کی اصلیت دنیائی خواب و خیال میں ہے۔ جسم کی ریاضت اس کا پاک رہنا ہے اور زبان کی ریاضت سچ بولنا اور مہربانی سے کلام کرنا ہے اور خیالات کی ریاضت نفس کشی کرنا اور صفائی قلب خاموشی و خیرخواہانہ طبیعت رکھنا۔ اے موست تجھے معلوم ہے کہ متبرک آگ کے ذریعہ سے قیام بہشت نصیب ہوتا ہے۔ مجھے اس کا حال بتلا کیونکہ مجھے یقین ہے جو لوگ داخل بہشت ہوتے ہیں۔ وہ حیات ابدی اور زندگی دائمی پاتے ہیں۔ یہ میری دوسری خواہش ہے موست نے جواب دیا جو آگ داخل بہشت کرتی ہے اس کو میں جانتی ہوں۔ اور وہ دل کے اندر مسکن گزیں ہے۔ یہ ظاہری آگ ہے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

آنانکہ در ادائے فرض بدل و جان مصروف و در راہ و روش راست رو و نیک کردار و نیک اطوار اند ہر آئینہ از ذات بابرکات شان فعل قربانی صادر می شود۔ اگرچہ قربانی نمی نمایند۔ من جملہ شاستر ہا خواندم و ورق ورق گرداندم و داد عبادت و ریاضت دادم جز گوہرے چند یافتہ و بطہارت روزانہ دل ناپاک پاک ساختہ نشد الحق ہر گہ معاشرتش دامنہائے محبت و صفائی داشتہ سرو گردن احتیاجش بزیور تسبیح نہ پرداختہ نفسیکہ از ہوا و ہوس آلودہ ست طمانیت روحانی او را نہ از مطالعہ وید نہ جود و سخا نہ نذر قربانی نہ پابندی صوم و صلوۃ نہ دیگر ریاضات میسر می تواند شد۔ از خار بوتہائے شہوات گذشتن سہل بداں کہ دراں پلنگ خونخوار خفیہ باشد۔ صفائی قلب بہترین نعمتہاست کہ سالکان صراط مستقیم را دست دہد کہ با اعتقاد درست و کردار و گفتار نیک زنگ نفس زدایند۔

چہ گر انمایہ باشد داشتہ پیش خداوند دو زانو تعظیم او بجا آورد۔ اما آنچہ از سوختن بخور خیزد یا گوسالہ یا ہزار بہائے بیش بانذر دل بند کلاں بدریائے و دعن تا روح آلودہ ام از گناہ پاک گردد۔ او تعالے آنچہ می باید کرد فرمود شیوہ عدالت و کرم و ایثار و عجز و انکسار و پیروی اخلاق او شعار گرداں و از امداد بیوگان و اعانت یتیماں پہلو تہی مساز و با شہوات نفسانی و بدبہائے دنیوی بزد موالفت مپاز طہارت ظاہری و پرستش ریاکاری قدر و قیمت ندارد بلکہ اشہر کات زبوں نفس خبیث ست۔ اصول نامعقول را کاربند شدہ ریاضت و اذیت بر نفس نفیس خویش یا بسعیگیان پسندیدن نمایش در جہان خواب و خیال ست ہمانا ریاضت جسم تنہا کمر گہیتن و ریاضت زبان راست گوئی و ریاضت خیال نفس کشی و صفائی قلب تنہا مشغول و طبع نیک خواہست۔

ے موت بگو از آتشے متبرک کہ بداں دخول بہ بہشت میسر گردد چہ می دانم و اصلان بہشت حیات ابدی و بقائے سرمدی یابند گفت آنرا من خوب می شناسم آں آتش ست کہ در دل سالکان مستتر ست و اندروں سوبدائے قلب مضمر چنانچہ حافظ فرمایدے

آتش آں نیست کہ بر شعلہ او خندد شمع — آتش آنست کہ جز خرمن پروانہ زدند

مشق ۳۶ ۔ ترجمہ کتاب انگریزی

مجمع الجزائر میں شکار بنوز عسل در شہر ٹیمور۔ میں نے ایک مرتبہ باشندگان ٹیمور کو شہد کے چھتے کو توڑتے ہوئے دیکھا جو تماشائے دلاویز و دلچسپ تھا۔ جس وادی میں کہ میں کیڑے جمع کرتا تھا۔ وہاں ایک روز تین چار ٹیموری فرد اور بچے ایک درخت کے تلے جمع دیکھے۔ اور جب آنکھ اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی ایک بلند اور ترچھی شاخ پر تین بڑے بڑے شہد کے چھتے لگے ہوئے ہیں یہ درخت سیدھا چلا گیا اور چھال اس کی بڑی چکنی تھی اور شاخیں اس میں نکلی ہوئی نہ تھیں مگر ۷۰ یا ۸۰ فٹ کی اونچائی پر ایک شاخ نمودار ہوئی تھی جس پر مکھیوں نے اپنا مسکن بنایا تھا چونکہ ظاہر تھا کہ یہ لوگ شہد کی مکھیوں کی طرف تاک لگائے ہوئے ہیں میں انکی کارروائی کا نظارہ کرنے کے لئے ٹھہر رہا۔ اول اول ایک نے ان میں سے کسی چھوٹے درخت کا لمبا تنا لا کر پیش کیا اور چاروں طرف اس کی شاخیں توڑنے لگا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ درخت بڑا مضبوط اور ریشہ دار ہے۔ بعدہ اس میں تاڑ کے پتے کسی لمبی پتلی بان سے لپیٹ لپیٹ کر باندھنا شروع کیا۔ پھر اس نے اپنی کمر میں ایک کپڑا مضبوطی سے باندھ کر اور دوسرا کپڑا سر اور گردن اور جسم پر لپیٹ کر گردن سے اوسے مضبوط باندھا مگر ہاتھوں اور ٹانگوں اور چہرہ کو بالکل کھلا رکھا۔ وہ اپنی کمر میں لٹکائے ہوئے ایک لمبی پتلی ڈوری کا پنڈا اپنے ساتھ لے گیا اور جب وہ تیاریاں کر رہا تھا۔ تو اس کا

ایک ساتھی ایک مضبوط لمبا بان ۸ یا ۱۰ گز کا کاٹ کر لایا جس کے ایک سرے میں لکڑی کی شعل لگا دی اور اس کو نیچے کی طرف روشن کر دیا جس سے برابر دھوئیں کا دھارا نکلنے لگا مشعل سے ذرا اوپر ایک تراشنے والا چاقو ڈوری کی مدد سے باندھ دیا۔ شکاری نے اب بان کو شعل کے اوپر پکڑ لیا اور دوسرا سرا درخت کے تنہ کے گرد گھوما کر باندھا اور دونوں سرے اپنے ہاتھ میں پکڑے رہا ذرا اپنے سر کے اوپر درخت پر جھٹکا دیتے ہوئے اس نے اپنے پیر درخت کے تنہ پر جمائے اور نیچے کو جھکے ہوئے چڑھنے لگا اس کے اس ہنر کو دیکھ تعجب ہوا۔ چڑھنے میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے وہ درخت کے ذرا سے بھی جھکاؤ گویا چھال کی کسی ناہموار جگہ کو بلا استفادہ اٹھائے ہوئے نہیں چھوڑتا تھا۔ اور جہاں کہیں اس کو اپنے برہنہ پیر ٹیکنے کے لئے ذرا مضبوط جگہ مل گئی وہیں وہ سخت بیل کو جو چند فٹ اونچی رہتی تھی جھٹک دیتا تھا میں وہیں اسے ۳۰۔ ۴۰ اور ۵۰ فٹ کی بلندی پر اس قدر سرعت کے ساتھ چڑھتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گیا مگر وہ برابر باطمینان چڑھتے چڑھتے چھپنے سے ۱۰ فٹ رہ گیا۔

ترجمہ اس کا یہ ہے

بطوریکہ باشندگان تیمور شہد از شاں زنبورے گیرند بارے من و بدم تماشا غریب و دلکشا ست در وادیکہ من کرمہا فراہم می کردم روزے سہ چہار مرد و بچہ از تیمو رہاں پائیں درختے جمع و چوں نظرم بالا رفت بر شاخ خمیدہ بلند سہ شان کلاں چسپاں دیدم ایں درخت راست بلند صاف و ہموار پوست شاخہا نداشت بجز یک شاخ بر بلندی ہفتاد و ہشتاد ارش کہ بر آں شانہا بودند چوں ایں جملہ بر زنبورہا می نگریستند من برائے تماشائے کار شاں ایستادم نخست یکے از آنہا ساق دراز درخت خورد بیاورد و شاخہایش کہ از اطرافش بشکست و ہر یہ چناں نمود کہ درخت محکم و ریشہ وارست آخر بالایش برگ درخت تا ڑ پا رسن پیچیدہ و جامۂ دسکر گاہ محکم

بستہ و جامہ دیگر برتن وسر و گردن استوار کردہ بر گردن خود بست و جز چہرہ و بازو و پا کشادہ نگذاشت و در کمر خود سر گلولہ رشتۂ باریک آویختہ با خود گرفت اینکہ درین آمادگی بود ہمراہی اور سیاہانی ہشت دہ و زاغ دراز بریدہ آوردہ و در یک طرفش مشعل چوب بست و در جانب او آتش زد تا دود سیاہ ازاں بر آمد - اند کے بالائے مشعل کاردے نے تراش در رشتہ چوب بست - حالا مرد شکرندہ رسن را از بالائے مشعل گرفتہ و جانب دیگرش پیراموں درخت گردانیدہ استوار کردہ ہر دو جانبش بدست بداشت اند کے بالائے سرش تکان دادہ پاہائے خود بر ساق درخت افشردہ و سر خمیدہ با ساق درخت بر آمدن گرفت ہنرش مرا در حیرت افگند سہولت بر آمدن راز خمیدگی درخت یا ناہمواری پوستش اگر جائے یافت پالیش مددے گرفت و بے استفادہ اش نگذاشت و ہر جا کہ برہنہ پالیش را جائے استقرار نمود - ہماندم او بیل سخت را کہ چند شبر بالا می ماند بجنبش فرسود من بالا رفتگی او بر بلندی سی چہل - پنجاہ بدیں سرعت دیدہ در شگفت افتادم مگر او ہمچناں بالا رواں بفاصلہ دہ ارش از نشاں عسل بماند -

مشق ٧٣ - از کتاب مذکور

نغمہ پُر سوز گا گا کر مجھ سے مت کہو کہ زندگی محض ایک خواب و خیال ہے جو روح خواب غفلت میں پڑی رہتی یعنے اس زندگی کو صرف مایۂ حزن و ملال خیال کرتی ہے اس کو مردہ سمجھنا چاہیئے - اور اس جہان کی چیزیں ویسی نہیں ہیں جیسی کہ کامل الوجود وہمیوں کو معلوم ہوتی ہیں زندگی ایک حقیقی شے ہے اور نیک کام میں سرگرمی سے صرف کرنے کے لئے ہے - اور قبر اس کی آخر منزل ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ خاک ہے اور خاک میں ہی مل جائے گا - تو روح کی نسبت نہیں کہا گیا ہے اس زندگی کا مقصد خوشی یا رنج نہیں ہے بلکہ محنت کے کام میں مصروف

رہنے کا ہے۔ تاکہ ہماری ترقی کا قدم ہر روز آگے بڑھا رہے۔ تجھیں ہنر کے لئے وقت درکار ہے اور زندگی کی مدت قلیل ہے اور گو ہمارا دل مضبوط اور جری ہے مگر مثل کپڑے سے ڈھکے ہوئے نقارہ کے ہے جو نغمہ میت بجاتا ہوا قبر کی طرف بڑھتا ہے۔

اس جہان کے وسیع کارزار میں اور زندگی کے کشادہ میدان قیام گاہ میں ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ مثل بے زبان اور بے اختیار مویشی کے نہ ہو بلکہ بدی کا مقابلہ کرنے میں اپنے تئیں سورما ثابت کرے۔

زمانہ آئندہ پر بھروسا مت رکھے رہو گو وہ کیسا ہی دلفریب معلوم ہو اور زمانہ گزشتہ کو صلوٰۃ کہو اور دل میں ہمت باندھ کر اور خدا کی امید کر کے زمانہ حال کے فرائض منصبی کو انجام دیتے رہو۔

سب بڑے آدمیوں کی سوانح عمری دیکھنے سے ہم کو سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی کو پایہ اعلیٰ پر پہنچا سکتے ہیں اور بعد مردن ریگستان وقت پر اپنا نقش پا چھوڑ سکتے ہیں۔ ایسے نقش پا جن کو کوئی دوسرا بھائی جو عالم مایوسی اور تباہی میں اس سنجیدہ بحر زندگی پر گزرتے ہوئے دیکھ کر تقویت دل حاصل کرے۔

پس ہم پر واجب ہے کہ مستعد و چست ہوں اور جو آپڑے اس کے برداشت کرنے کے لئے دل تیار رکھیں۔ ہمیشہ کار متعلقہ کو انجام دیتے ہوئے اور طریقہ مجوزہ پر ثابت قدم ہوتے ہوئے محنت کئے جائیں۔ اور اس کے نتیجہ کا انتظار کریں۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

نغمہ پر سوز سرایان برمن مخواں کہ زندگی خواب و خیالست خفتہ خواب غفلت را اے آنرا کہ زندگی را مایہ حزن و ملال پندار مردہ نہ زندہ باید انگاشت نیز ایں جہان نہ آں چنان ست کہ وا ہمان کار را موجود می بینند۔ زندگی حقیقت ہست

که درنکوکاری وخیراندیشی صرف کرده شود و آخرین منزلش مغاک قبرست کر برزخش نامند آنچه گویند که خاک ست وخاک با خاک درآمیز ونسبت بروح درروان نگفته اند مقصد زندگی نه رنج وراحت داشته اند بلکه در کارهائے بهبودی و جانفشانی و تن دہی بکار بردن تا قدم ترقی و تعلی در فضائے سلوک روزافزون بود تحصیل فضل وہنر را وقت می باید و مدت زیست اندکیست واگرچه دلِ ما قوی وجری ست اما چون نقارۂ زیرِ غلاف صدائے مرگ کوبان بسوئے گورِ قبر می رود درتا درگاه این جهان فراخ دور آرام گاه فضائے وسیع حیات بر ہر فرد بشر واجب که چون مواشی بے زبان وانعام گنگ ومهمان نباشد بلکه در مقاومت معاصی ومناہی ومبارزت ملاعب وملاہی خود را رستم ثانی نماید به زمانه مستقبل اعتمادے نشاید اگرچه دلچسپ ودلفریب ست و بر ہنگام گزشته استغفار خوان وکمر ہمت برامید یزدان بسته فرائض حال بدون مقال باید گزارد۔

از مطالعه سوانح بزرگان ما سبق می گیریم که ما ہم حیات خود را بپایه اعلیٰ ومرتبه بالا می توانیم رسانید و جهان را وداع گفته نقش پا بر ریگستان زمان گزاشت تا دیگرے از برادران آیندگان بحالِ خستگی ومحرومی بر دریائے زندگی که گزرند از مطالعه این نقشِ پا قوتِ قلب حاصل کنند پس ما را باید که چست وچالاک شویم و آنچه بر سر آید سرو سینه سپر ی را قوی دل باشیم وپیوسته کار متعلقه را بانجام رسانیم و بر طریق مستقیم ثابت قدم محنت ریاضت پیش گیریم نتیجه اش را چشم انتظار وا داریم۔

مشق ۸۳ از کتاب مذکور

۱۲۶۱ء میں گورنمنٹ استنبول کے ساتھ نزاع پیدا ہوا جس کے

باعث اہل وینس کے ہاتھ سے بحیرۂ اسود کی تجارت نکل گئی اور جینوا کا ستارہ کچھ دن تک اوج پر رہا۔ ایک سخت جنگ ہوئی جو چار سال تک رہی۔ آخر وینس کی فتحیابی ہوئی جس سے اس کی قوت بحری اور اعلیٰ مرتبہ تجارتی پھر قایم ہوا مگر تجارت بحیرہ اسود جو جنگ کا اصلی مقصد تھا۔ بہت جلد دونوں فاتح و مفتوح کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ کیونکہ اہل ترک نے مداخلت کرنا شروع کیا۔ اور بحیرہ یونان و بحیرہ اسود کی تجارت وحرفت پر اپنا مہلک اثر ڈالا لیکن میڈیٹرینین میں وینس بالکل بلا رقیب رہا۔ لیکن آخر کار جس صدمہ نے وینس کی طاقت کو زائل کیا وہ خارجی امر تھا۔ اس کی نسبت نہ کبھی خوف ہوا تھا اور نہ اس کا کچھ چارہ تھا۔ یہ سویز اور ایشیا کے درمیان ہند کا بحری راستہ دریافت کرنے سے پہنچا جو قدیم کاروانی سڑکوں کے بجائے قائم ہوا اور جو تجارت ابھی تک اہل وینس کے ہاتھ میں رہی تھی اس کا بڑا حصہ جدید راستہ سے جانے لگا۔ اس وقت سے ہو جبہ تجارت وینس سے پرتگال ہالینڈ اور انگلستان کی طرف روان ہوا۔ وینس ابھی تک ملکہ بحیرہ اڈریاٹک بنا ہوا تھا۔ گو اس کی دولت اور شان و شوکت کم ہو گئی تھی۔ واسکوڈیگاما مشہور و معروف پرتگالی جہاز ران نے راس امید کے گرد پھر کر بحری راستہ ہند کا دریافت کیا۔ جس سے ایسا صدمہ وینس کو پہنچا کہ اس سے وہ پھر کبھی نہ پنپنے پایا۔

ترجمہ کی نشست یوں بیٹھی ہے

در ۱۲۶۱ء با حکومت استنبول نزاع و خلاف افتاد و تا از دست اہل وینس تجارت بحیرہ اسود بدر رفت و ستارۂ بخت جینوا چندے بر اوج کامرانی تاباں گشت۔ جنگے عظیم بپا گشت کہ مدتش تا چہار سال طول کشید و شاہد ظفر بکنار وینس آمد و قوت بحری و پایۂ تجارت او باز علم بلندی برافراشت

ولے تجارت بحیرۂ اسود کہ عرض جنگ بود تو دو از دست ہر دو فاتح و مفتوح بیرون
رفت چہ غلبہ ترکان پائے مداخلت دراز کرد و بر تجارت و حرفت بحیرۂ یونان
و بحیرۂ اسود مہلک اثر تسلط انداخت اما در بحیرہ میڈیٹرینین اہل وینس دریں
کار شریک و سہیم نداشت۔ اما انجام کار امریکہ بداں قوت وینس زوال پذیرفت
چیزے دیگر از خارج بود نہ گاہے ترکش بدل خلیدہ نہ غم و جوشش جان
کاہیدہ۔ و آں یافتن راہ بحری بسوئے ہند کہ ما بین نہر سویز و بحر اعظم ایشیا
ست کہ بجائے طرق کاروانی داشتہ شد و تجارتیکہ ہنوز تمام و کمالش بدست
اہل وینس بود حصہ کلانش ازہمیں راہ جدید رواں گردید و ازیں ہنگام سیلاب
تجارت از جانب وینس سوئے پرتگال و ہالینڈ موجزن گشت۔ وینس ہنوز
نام ملکت و داد فرمان دہی تجارت می داد اگرچہ قوت و شوکتش از پایہ خود زیر
افتاد۔ واسکوڈی گاما امیر البحر معروف پرتگالی پیرامون راس امید گردش
نمودہ راہ بحری ہند معلوم ساخت و ایں آں آفت زوال بر سر وینس آورد کہ
پس ازاں آں را ستارہ جمال بحالی پیش چشمش نتافت۔

مشق ۳۹ از کتاب مذکور

کسی موقع پر فی الفور احکام بجالانے کی عادت ایسی سختی کے ساتھ کسوٹی پر
نہیں رکھی جاتی جیسی کہ اس وقت جبکہ تباہی جہاز کی وجہ سے عالم مایوسی
اور پریشانی طاری ہوتی ہے۔ جہازیوں میں تعمیل حکم کی عادت نہ ہونے سے
غارت شدہ جہاز کا جو حال ہوتا ہے۔ وہ ان خوفناک کوائف سے عیاں
ہے جن کا وقوع فرانسیسی جہاز موسومہ میڈوز کی تباہی کے وقت ہوا جبکہ
حیوانوں کی نفس پروری کی وجہ سے ایسی نفرت انگیز وحشیانہ سینہ زوری
اور مردم خوری ظہور میں آئی جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ مگر ایسی کوائف

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED
Checked
1967

صفحہ روزگار پر بطور اس بات کی یادگار کے قائم رہتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنے ہی نفس کا لحاظ رکھنا غایت درجہ کی قابل شرم کارروائی ہے۔ اگرچہ حفظ ذاتی بھی کہیں مقصد مقدم سمجھا جائے برطانیہ کے جنگی جہازوں پر بلا تامل حکم بجالانا اور کار سپرد کردہ کے سوائے اور کسی امر کی پروا نہ کرنا عام قاعدہ ہے کرنیل فشر صاحب جو ایک ایسے توپ کی کشتی پر سوار تھے جس پر غنیم کی آگ غایت درجہ برس رہی تھی بیان کرتے ہیں کہ میں وہ اطمینان خاطر جس سے کل انتظام جہاز رانی انجام دیا جاتا تھا دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوا اس لئے کہ میں خشکی کا رہنے والا شخص تھا میں دیکھتا ہوں کہ کشتی والے بڑی محنت و جانفشانی سے ایسے دشوار و سخت کام میں لگے ہیں کہ بجز فرض دریائی منصب کے دوسری طرف دھیان نہیں کرتے اور اپنے گرد کے جنگ و جدل سے گویا بالکل بے خبر ہیں اور یہ رغبت ادائے فرض ایسے وقت میں ظہور میں آتی تھی جبکہ گولی کی بھرمار کچھ ان کا قلع قمع ہی نہیں کرتی تھی بلکہ توپ کا گولہ کشتی کو تھرتھراتا تھا اور اس کے پرخچے کر کے ہوا میں اڑاتا تھا یا بلیوں کو ان کے سر پر گراتا تھا وہاں ایسے کام وقوع میں آنا تعجب کی بات نہیں ہو سکتی جس میں خوف یا حفظ ذاتی کے کل خیالات کو بالائے طاق رکھ کر فرض ادا کرنا مقدم سمجھا جائے۔

ترجمہ کا مطالعہ کرو

بر ہیچ موقع از مواقع و مورد از موارد تقریر عادت سرعت امتثال اوامر و نواہی بداں تشدد و تاکید بر معیار آزمودن و آزمائش داشتہ نمی شود چنانکہ بعالم مایوسی و سراسیمگی و حیرانی و پریشانی کہ بوجہ تباہی و بربادی کشتی دخانی بر سر کوب عارض و طاری می شود آں سرحالی کہ کشتی تباہ شدہ بوجہ عدم عادت امتثال کشتیبانان بر می دارد ازاں کوائف ہولناک عیاں و ہویداست کہ

وقوعش ہنگام تباہی جہاز فرانسیسی موسوم بہ میلاوز یاد بیاد آمد اے ہنگامیکہ بباعث خود پسندی جاہلانہ نفرت انگیز و سینہ زوری وحشیانہ بظہور پیوست کہ امکان بیانش از حیزۂ امکان بیرون ست گر ایں گونہ چگونگی ہا بر صفحہ روزگار بجہت اظہار و ابراز ایں امر یادگار ماند تا دانستہ شود کہ ہر کس را ایں چنیں نفس پروری پیش نظر داشتن سخت ظلم پیشگی و قل اندیشگی ست در کشتی ہائے جنگی برطانیہ امتثال امر و عدم توجہ بکار دیگر سوائے کار سپردہ طریقے جاری ست۔

کرنیل فشر کہ براں کشتی توپ سوار بود کہ آتش غنیم بسختی تمام می بارید می گوید کہ من از اطمینان خاطر کہ ہمہ انتظام کشتی براں منحصر و موقوف بود متحیر گردیدم من کہ از باشندگان بریودم می بینم کہ کار پردازان کشتی از کبیر تا صغیر بہ کشش و کوشش تمام بچنیں کار سخت چناں مصروف اند کہ بجز فرض منصب بحری دیگر توجہ و میلان بدل نیاوردند از جنگ و جدل پیرامون خود خبرے ندارند پوشیدہ ایں ادائے فرض بداں روان بظہور پیوندد کہ یاران ساچہانہ خود وجود شاں بپا مالد بلکہ گلولہائے توپ و تفنگ نفس کشتی را بلرزانند و اجزا و پارہائش بیلوہا بپراند و جو بہائے کشتی بر سر و گردن اوشاں بزنند و آنجا چناں کار شریف بوقوع آمدن شگفت نیانگیزد اگر تصورات حفظ نفسانی بالائے طاق نہادہ ادائے فرض را مقدم دارند۔ فقط

ابیات

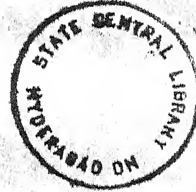
سچے موتی ہیں یہ اردو فارسی	یا ہیں تالیف یہ گلزار سی
ہے عیاں کو کیا بیاں کی احتیاج	ہاتھ کنگن کو بھلا کیا آرسی
دیدۂ انصاف میں گشت سمن	چشم اعدا میں ہے گرچہ خار سی

نفع پہنچے گا جسے اس کے لئے
جس کو محنت ہے نہ ہے طبع سلیم
فارسی والے اسے سمجھیں ہاں
احمد ناچیز کے سر پہ بندھی

ہو بہو ہے دلربا دلدار سی
ہے نظر میں اس کی یہ بیکار سی
یا گلے کا ہار یا زنار سی
خنکی چشم جہاں دستار سی

تمت

Checked
1987



اعلان

ہمارے ہاں کتب نصاب برائے امتحانات مولوی۔ مولوی عالم مولوی فاضل۔ منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل اور پرافیشنسی ان اردو (ادیب) ہائی پرافیشنسی ان اردو (ادیب عالم) آنرز ان اردو (ادیب فاضل) پنجاب یونیورسٹی مع کتب امدادی عمدہ بارعایت ملتی ہیں۔

فہرست کتب مفت

ملنے کا پتہ

شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی

کشمیری بازار لاہور